جمعية خدمة المحتوى
الإسلامي باللغات

اسلام کا مختصر تعارف قرآن کریم اور سنت نبوی کی روشنی میں

رِسَالَةٌ مُوجَزَةٌ عَنِ الْإِسْلَامِ كَمَا جَاءَ فِي الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ وَالسَّنَةِ النَّبَوِيَّةِ (مُشْتَمِلَةٌ عَلَى الأَدِلَّةِ)

أردو

اردو

علمی کمیٹی جمعیۃ خدمۃ المحتوی الإسلامی باللغات

رِسَالَةٌ مُوجَزَةٌ عَنِ الْإِسْلَامِ
كَمَا جَاءَ فِي
الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ وَالسَّنَةِ النَّبَوِيَّةِ
(مُشْتَمِلَةٌ عَلَى الأَدِلَّةِ)

اسلام کا مختصر تعارف قرآن کریم اور سنت نبوی کی روشنی میں

اللَّجْنَةُ العِلْمِيَّةُ

بِجَمْعِيَّةِ خِدْمَةِ المُحْتَوَى الإِسْلَامِيِّ بِاللُّغَاتِ

علمی کمیٹی جمعیۃ خدمۃ المحتوی الإسلامی باللغات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اسلام کا مختصر تعارف قرآن کریم اور سنت نبوی کی روشنی میں

یہ اسلام کے مختصر تعارف پر مشتمل ایک انتہائی اہم کتاب ہے جو اسلام کے اصول وتعلیمات اور محاسن کو اس کے اصلی مصادر یعنی قرآن کریم اور سنت نبوی کے سرچشمہ سے کشید کرکے واضح انداز میں پیش کرتی ہے،اس کتاب کے مخاطبین احوال وظروف اور زبان وبولی کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود ہر مکلف مسلم و غیر مسلم افراد ہیں۔

یہ قرآن کریم اور سنت نبوی سے ماخوذ دلائل سے آراستہ نسخہ ہے۔

1-اسلام دنیا کے تمام لوگوں کے نام اللہ کا آخری وابدی پیغام ہے۔

اسلام دنیا کے تمام لوگوں کے نام اللہ تعالی کا پیغام ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا كَآفَّةٗ لِّلنَّاسِ بَشِيرٗا وَنَذِيرٗا وَلَٰكِنَّ أَكۡثَرَ

ٱلنَّاسِ لَا يَعۡلَمُونَ ﴿٢٨﴾

ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، مگر لوگوں کی اکثریت بے علم ہے۔ سبا-28

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿قُلۡ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّي رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيۡكُمۡ...﴾

"آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں"۔ الاعراف:158

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ ٱلرَّسُولُ بِٱلۡحَقِّ مِن رَّبِّكُمۡ فَـَٔامِنُواْ خَيۡرًا لَّكُمۡۚ وَإِن تَكۡفُرُواْ فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٧٠﴾

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر رسول آگیا ہے، پس تم ایمان لاؤ تا کہ تمہارے لیے بہتری ہو اور اگر تم کافر ہو گئے تو اللہ ہی کی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اللہ سب کچھ جاننے والا اور

حکمت والا ہے۔النساء:170

اسلام اللہ کا ابدی پیغام اور سلسلۂ نبوت و رسالت کا خاتمہ بھی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾﴾

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ اللہ تعالٰی کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ تعالی ہر چیز کا بخوبی جاننے والا ہے. الاحزاب:40

2-اسلام کسی خاص جنس یا خاص قوم کا دین نہیں بلکہ دنیا کے تمام لوگوں کے لیے اللہ کا بھیجا ہوا دین ہے:

اسلام کسی خاص جنس یا خاص قوم کا دین نہیں بلکہ دنیا کے تمام لوگوں کے لیے اللہ کا بھیجا ہوا دین ہے اور قرآن کریم میں پہلی حکم اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾﴾

اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے

لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم پرہیز گاری اختیار کرو۔ البقرہ: 21

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً...﴾

اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلادیں۔ النساء: 1 اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن خطاب کرتے ہوئے فرمایا: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الجَاهِلِيَّةِ وَتَعَاظُمَهَا بِآبَائِهَا فَالنَّاسُ رَجُلَانِ: بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيمٌ عَلَى اللَّهِ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللَّهِ وَالنَّاسُ بَنُو آدَمَ وَخَلَقَ اللَّهُ آدَمَ مِنْ تُرَابٍ قال الله: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقۡنَـٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلۡنَـٰكُمۡ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓاْۚ إِنَّ أَكۡرَمَكُمۡ عِندَ ٱللَّهِ أَتۡقَىٰكُمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ [الحجرات:١٣] »

اے لوگو! اللہ تعالی نے تمہارے سر سے جاہلیت کی نخوت اور اس کا اپنے آبا واجداد پر فخر جتانے کی چادر اتار دی ہے، اب دو ہی قسم کے لوگ رہ گئے ہیں:

پہلا، نیک، پرہیز گار اور اللہ تعالی کی نظر میں معزز اور دوسرا گناہ گار، بد بخت اور اللہ کی نظر میں کمترین، تمام ہی لوگ آدم کی اولاد ہیں اور اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا تھا, اللہ تعالی کا ارشاد ہے: اے لوگو! بے شک ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور باہمی تعارف کے لیے گروہوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا ہے، بے شک تم میں اللہ کے نزدیک وہی سب سے زیادہ عزت دار ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے، بے شک اللہ تعالی جاننے والا، خبر رکھنے والا ہے۔(الحجرات: 13) ترمذی (3270) نے اس کی روایت کی ہے۔ آپ کو قرآن کریم اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے احکام وفرامین میں ایک بھی ایسا کوئی خاص قانون نہیں ملے گا جو کسی قوم یا گروہ کی نسل یا قومیت یا جنس کی رعایت کرتے ہوئے بنایا گیا ہو۔

3-اسلام، اللہ کا وہ آخری پیغام ہے جو سابقہ انبیا ورسل علیہم السلام کے اپنی اپنی قوم کی طرف لائے ہوئے پیغامات کی تکمیل کے لیے آیا ہے۔

اسلام، اللہ کا وہ آخری پیغام ہے جو سابقہ انبیا ورسل علیہم السلام کے اپنی اپنی

قوم کی طرف لائے ہوئے پیغامات کی تکمیل کے لیے آیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ كَمَآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰ نُوحٖ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعۡدِهِۦۚ وَأَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰٓ إِبۡرَٰهِيمَ وَإِسۡمَٰعِيلَ وَإِسۡحَٰقَ وَيَعۡقُوبَ وَٱلۡأَسۡبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَٰرُونَ وَسُلَيۡمَٰنَۚ وَءَاتَيۡنَا دَاوُۥدَ زَبُورٗا ١٦٣﴾

یقیناً ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے کہ نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد والے نبیوں کی طرف کی، اور ہم نے وحی کی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور عطا فرمائی۔ النساء: 163

یہ دین جس کی وحی اللہ تعالی نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے وہی دین ہے جسے اللہ تعالی نے سابقہ تمام انبیا ورسل علیہم السلام کو دے کر بھیجا تھا، اور جس کا انہیں تاکید حکم دیا تھا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿شَرَعَ لَكُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِۦ نُوحٗا وَٱلَّذِيٓ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ وَمَا وَصَّيۡنَا بِهِۦٓ إِبۡرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰٓۖ أَنۡ أَقِيمُواْ ٱلدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُواْ فِيهِۚ كَبُرَ عَلَى ٱلۡمُشۡرِكِينَ مَا تَدۡعُوهُمۡ إِلَيۡهِۚ ٱللَّهُ يَجۡتَبِيٓ إِلَيۡهِ مَن يَشَآءُ وَيَهۡدِيٓ

إِلَيۡهِ مَن يُنِيبُ﴿١٣﴾

اللہ تعالٰی نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کردیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھااور جو (بذریعہ وحی) ہم نے تیری طرف بھیج دی ہے اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو دیا تھا، کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا جس چیز کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں وہ تو (ان) مشرکین پر گراں گزرتی ہے، اللہ تعالٰی جسے چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بناتا ہے اور جو بھی اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ الشوری:13

یہ دین، جس کی اللہ تعالی نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی ہے سابقہ کتب الٰہیہ جیسے تحریف سے پہلے کی تورات اور انجیل وغیرہ کی تصدیق کرتا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿وَٱلَّذِيٓ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ مِنَ ٱلۡكِتَٰبِ هُوَ ٱلۡحَقُّ مُصَدِّقٗا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِۗ إِنَّ ٱللَّهَ بِعِبَادِهِۦ لَخَبِيرُۢ بَصِيرٞ﴿٣١﴾

اور یہ کتاب جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے طور پر بھیجی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے جو کہ اپنے سے پہلی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے، اللہ تعالٰی اپنے بندوں

کی پوری خبر رکھنے والا خوب دیکھنے والا ہے۔ فاطر: 31

4- تمام انبیا علیہم السلام کا دین ایک ہی ہے، مگر ان کی شریعتیں مختلف ہیں۔

تمام انبیا علیہم السلام کا دین ایک ہی ہے مگر ان کی شریعتیں مختلف ہیں، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَأَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ بِٱلۡحَقِّ مُصَدِّقٗا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ ٱلۡكِتَٰبِ وَمُهَيۡمِنًا عَلَيۡهِۖ فَٱحۡكُم بَيۡنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُۖ وَلَا تَتَّبِعۡ أَهۡوَآءَهُمۡ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ ٱلۡحَقِّۚ لِكُلّٖ جَعَلۡنَا مِنكُمۡ شِرۡعَةٗ وَمِنۡهَاجٗاۚ وَلَوۡ شَآءَ ٱللَّهُ لَجَعَلَكُمۡ أُمَّةٗ وَٰحِدَةٗ وَلَٰكِن لِّيَبۡلُوَكُمۡ فِي مَآ ءَاتَىٰكُمۡۖ فَٱسۡتَبِقُواْ ٱلۡخَيۡرَٰتِۚ إِلَى ٱللَّهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيعٗا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمۡ فِيهِ تَخۡتَلِفُونَ ٤٨﴾

اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے، اس لیے آپ ان کے آپس کے معاملات میں اسی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے ساتھ فیصلہ کیجیے، اس حق سے ہٹ کر ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ جایئے تم میں سے ہر ایک کے

لئے ہم نے ایک دستور اور راہ مقرر کردی ہے، اگر منظور مولیٰ ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا، لیکن اس کی چاہت ہے کہ جو تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے، تم نیکیوں کی طرف جلدی کرو، تم سب کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے، پھر وہ تمہیں ہر وہ چیز بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہتے ہو۔ **المائدہ:** 48

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: «أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَالْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ» میں دنیا اور آخرت میں تمام لوگوں سے زیادہ عیسی بن مریم (علیہ السلام) کا حق دار ہوں، تمام انبیا علاتی بھائی ہیں، ان سب کی مائیں الگ الگ ہیں لیکن سب کا دین ایک ہی ہے۔ بخاری (3443) نے اس کی روایت کی ہے۔

5- دوسرے تمام انبیا و رسل جیسے نوح، ابراہیم، موسی، سلیمان، داود اور عیسی علیہم السلام کی طرح اسلام بھی اس بات پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے کہ رب صرف اور صرف اللہ ہے، جو پوری کائنات کا خالق، رازق، زندگی دینے والا، مارنے والا اور

پوری کائنات کا مالک و مختار ہے، وہی ہے جو تمام معاملات کا مدبر اور بے انتہا کرم گر، نہایت رحم والا ہے۔

دوسرے تمام انبیا ورسل جیسے نوح، ابراہیم، موسیٰ، سلیمان، داود اور عیسیٰ علیہم السلام کی طرح اسلام بھی اس بات پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے کہ رب صرف اور صرف اللہ ہے۔ جو پوری کائنات کا خالق، رازق، زندگی دینے والا، مارنے والا اور پوری کائنات کا مالک و مختار ہے، وہی ہے جو تمام معاملات کا مدبر اور بے انتہا کرم گر، نہایت رحم والا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱذْكُرُواْ نِعْمَتَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْۚ هَلْ مِنْ خَٰلِقٍ غَيْرُ ٱللَّهِ يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ﴿٣﴾﴾

لوگو! تم پر جو انعامات اللہ تعالیٰ نے کیے ہیں انہیں یاد کرو، کیا اللہ کے سوا اور کوئی بھی خالق ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے روزی پہنچائے؟ اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، پس تم کہاں الٹے جاتے ہو؟ فاطر: 3

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ ٱلسَّمْعَ

وَٱلۡأَبۡصَٰرَ وَمَن يُخۡرِجُ ٱلۡحَيَّ مِنَ ٱلۡمَيِّتِ وَيُخۡرِجُ ٱلۡمَيِّتَ مِنَ ٱلۡحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلۡأَمۡرَۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُۚ فَقُلۡ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴿٣١﴾

آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے۔
یونس:31

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿أَمَّن يَبۡدَؤُاْ ٱلۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ وَمَن يَرۡزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلۡأَرۡضِۗ أَءِلَٰهٞ مَّعَ ٱللَّهِۚ قُلۡ هَاتُواْ بُرۡهَٰنَكُمۡ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ﴿٦٤﴾

کیا وہ جو مخلوق کی اول دفعہ پیدائش کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا اور جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزیاں دے رہا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ کہہ دیجیے کہ اگر سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ۔ النمل:64

تمام انبیاورسل علیہم السلام کو صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے کی دعوت دینے کی خاطر مبعوث کیا گیا تھا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِي كُلِّ أُمَّةٖ رَّسُولًا أَنِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَٱجۡتَنِبُواْ ٱلطَّٰغُوتَۖ فَمِنۡهُم مَّنۡ هَدَى ٱللَّهُ وَمِنۡهُم مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَيۡهِ ٱلضَّلَٰلَةُۚ فَسِيرُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ فَٱنظُرُواْ كَيۡفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلۡمُكَذِّبِينَ٣٦﴾

ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو پس بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہو گئی، پس تم خود زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا کچھ ہوا؟ النحل:36

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيٓ إِلَيۡهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدُونِ٢٥﴾

تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔ الانبیاء: 25

چنانچہ اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

﴿...يَٰقَوۡمِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنۡ إِلَٰهٍ غَيۡرُهُۥٓ إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيمٖ﴾

ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود ہونے کے قابل نہیں، مجھ کو تمہارے لیے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ الاعراف: 59 جیسا کہ اللہ تعالی نے خبر دی ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

﴿وَإِبۡرَٰهِيمَ إِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَٱتَّقُوهُۖ ذَٰلِكُمۡ خَيۡرٞ لَّكُمۡ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ١٦﴾

اور ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرتے رہو اگر تم میں دانائی ہے تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ العنکبوت: 16 سیدنا صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا جیسا کہ اللہ تعالی نے خبر دی ہے:

﴿...قَالَ يَٰقَوۡمِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنۡ إِلَٰهٍ غَيۡرُهُۥۖ قَدۡ جَآءَتۡكُم بَيِّنَةٞ مِّن رَّبِّكُمۡۖ هَٰذِهِۦ نَاقَةُ ٱللَّهِ لَكُمۡ ءَايَةٗۖ فَذَرُوهَا تَأۡكُلۡ فِيٓ أَرۡضِ

﴿...ٱللَّهِۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٖ فَيَأۡخُذَكُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٞ﴾

اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا، انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا سچا معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح دلیل آچکی ہے، یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لیے دلیل ہے، سو اس کو چھوڑدو کہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کہ کہیں تم کو دردناک عذاب آپکڑے۔ الاعراف: 73

اسی طرح سیدنا شعیب علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالی نے خبر دی ہے کہ انہوں نے بھی اپنی قوم سے کہا:

﴿...يَٰقَوۡمِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنۡ إِلَٰهٍ غَيۡرُهُۥۖ قَدۡ جَآءَتۡكُم بَيِّنَةٞ مِّن رَّبِّكُمۡۖ فَأَوۡفُواْ ٱلۡكَيۡلَ وَٱلۡمِيزَانَ وَلَا تَبۡخَسُواْ ٱلنَّاسَ أَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا تُفۡسِدُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ بَعۡدَ إِصۡلَٰحِهَاۚ ذَٰلِكُمۡ خَيۡرٞ لَّكُمۡ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ﴾

اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا حقیقی معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے، پس

تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو اور روئے زمین میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کردی گئی فساد مت پھیلاؤ، یہ تمہارے لیے نافع ہے اگر تم تصدیق کرو۔ الاعراف: 85

پہلی بات جو اللہ تعالی نے سیدنا موسی علیہ السلام سے کی، یہ تھی:

﴿وَأَنَا ٱخۡتَرۡتُكَ فَٱسۡتَمِعۡ لِمَا يُوحَىٰٓ ١٣ إِنَّنِيٓ أَنَا ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدۡنِي وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكۡرِيٓ ١٤﴾

اور میں نے تجھے منتخب کر لیا اب جو وحی کی جائے اسے کان لگا کر سن۔ (13)

بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں، پس تو میری ہی عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔ (14) طہ: 13-14

اللہ تعالی نے سیدنا موسی علیہ السلام کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے یہ کہہ کر اللہ تعالی کی پناہ مانگی:

﴿...إِنِّي عُذۡتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٖ لَّا يُؤۡمِنُ بِيَوۡمِ ٱلۡحِسَابِ﴾

موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں

ہر اس تکبر کرنے والے شخص (کی برائی) سے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔ غافر: 27

اللہ تعالی نے سیدنا مسیح علیہ السلام کے بارے میں بات کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٥١﴾﴾

یقین مانو! میرا اور تمہارا رب اللہ ہی ہے، تم سب اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔ سورۃ آل عمران: 51

سیدنا مسیح علیہ السلام کے بارے میں ہی خبر دیتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا:

﴿يَٰبَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿٧٢﴾﴾

اے بنو اسرائیل! تم سب لوگ بس اسی اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی، بے شک جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار

نہیں ہے۔المائدہ:72

بلکہ تورات اور انجیل میں بھی اس بات کی سخت تاکید آئی ہوئی ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے، جیسا کہ سفر تثنیہ میں سیدنا موسی علیہ السلام کا یہ قول اب بھی موجود ہے: سن لے اے اسرائیل! رب ہمارا معبود صرف ایک ہے! انجیل مرقص میں توحید کی ڈگر پر چلتے رہنے کی تاکید ان الفاظ میں آئی ہے کہ سیدنا مسیح علیہ السلام نے فرمایا: اولین وصیت یہ ہے: سن لے اے اسرائیل! ہمارا رب ہمارا معبود صرف ایک ہے۔

اللہ تعالی نے اس بات کی پوری وضاحت فرمادی ہے کہ تمام انبیاورسل علیہم السلام جس مہم اور مشن پر مبعوث کیے گئے تھے وہ صرف اور صرف دعوت توحید تھی، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّٰغُوتَ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى ٱللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ ٱلضَّلَٰلَةُ...﴾

ہم نے ہر امت میں ایک نہ ایک رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو، پس بعض لوگوں کو تو اللہ تعالی نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہو گئی۔النحل:36

اللہ تعالی کا فرمان ہے: آپ کہہ دیجئے! بھلا دیکھو تو کہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کا کون سا حصہ ہے؟ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے ہی کی کوئی کتاب یا کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہو، میرے پاس لاؤ۔ الاحقاف: 4 شیخ عبد اللہ بن ناصر السعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: معلوم یہ ہوا کہ مشرکین اپنے شرک پر بحث و جدال کا جو بازار گرم کیے ہوئے تھے وہ بے سر و پا اور بے بنیاد تھی، وہ تو بس جھوٹے گمانوں، بودی رایوں اور بگڑی ہوئی عقلوں پر تکیہ کیے ہوئے تھے، اگر آپ ان کے احوال و علوم کا معروضی مطالعہ کریں گے، ان کی کارستانیوں اور اعمال کا جائزہ لیں گے اور ان لوگوں کے حالات زندگی پر نظر ڈالیں گے جنہوں نے بتوں کی پوجا کرتے ہوئے اپنی عمریں گزار دیں تو آپ کو ان کی عقلوں کے فساد و بگاڑ کا آسانی سے پتہ چل جائے گا، کیا اللہ کے علاوہ وہ جن معبودوں کی پوجا کرتے تھے انہوں نے ان کو دنیا اور آخرت میں ذرا بھی فائدہ پہنچایا؟ ہر گز نہیں اور بالکل نہیں۔ تیسیر الکریم الرحمان: 779

6- صرف اور صرف اللہ تعالی ہی خالق ہے اور بس وہی ہر قسم کی عبادت کا حق دار ہے، اس کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرنے

کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

صرف اور صرف اللہ تعالی ہی اس بات کا مستحق ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾﴾

اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم پرہیزگار بن سکو۔(21)

جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی، خبردار! باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو۔(22)البقرہ: 21-22

پس جس نے ہمیں اور ہم سے پہلے کی نسلوں کو پیدا کیا، زمین کو ہمارے لیے

فرش بنایااور آسمان سے بارش کی صورت میں پانی برسا کر اس سے پھل پیدا کرکے ہماری روزی کا سامان کیاتو ظاہر ہے کہ صرف وہی ہر طرح کی عبادت کا حق دار ہو گا، وہ کہتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ۝٣﴾

لوگو! تم پر جو انعامات اللہ تعالیٰ نے کیے ہیں، انہیں یاد کرو، کیا اللہ کے سوا اور کوئی بھی خالق ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے روزی پہنچائے؟ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم کہاں الٹے جاتے ہو؟ فاطر: 3

پس جو پیدا کرتا اور روزی دیتا ہے صرف وہی عبادت کا مستحق ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝١٠٢﴾

یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا رب! اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، تو تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ الانعام: 102

ہر وہ شخص یا چیز جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے وہ کسی بھی حال میں عبادت کا حق دار نہیں ہے کیونکہ وہ آسمانوں اور زمین کے ایک ذرے کا بھی مالک نہیں ہے، نہ ہی کسی چیز میں اللہ کا شریک کار اور معین و مددگار ہے، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اسے بھی اللہ کے ساتھ پکارا جائے یا اس کا ساجھی و شریک کار تصور کیا جائے؟ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿قُلِ ٱدْعُواْ ٱلَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِي ٱلْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُۥ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ ۝٢٢﴾

کہہ دیجیے! کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے (سب) کو پکار لو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمین میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔ سبا: 22

وہ تو صرف اور صرف اللہ ہے جس نے ان تمام مخلوقات کو پیدا کیا، ان کو عدم سے وجود بخشا ہے اور ان کا وجود اللہ تعالی کے وجود اور اس کی ربوبیت والوہیت کا شاہد ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنتُم بَشَرٌ

تَنتَشِرُونَ ﴿٢٠﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا
لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ
لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ
أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ ﴿٢٢﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ
مَنَامُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٢٣﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا
وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٢٤﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَن تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ
بِأَمْرِهِ ۚ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنتُمْ تَخْرُجُونَ ﴿٢٥﴾ وَلَهُ
مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ﴿٢٦﴾ وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ
ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ...﴾

اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اب انسان بن کر (چلتے پھرتے) پھیل رہے ہو (20)۔

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے آرام پاؤ، اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر

دی، یقیناً غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں(21)۔

اس (کی قدرت) کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف (بھی) ہے، دانش مندوں کے لیے اس میں یقیناً بڑی نشانیاں ہیں(22)۔

اور (بھی) اس کی (قدرت کی) نشانی تمہاری راتوں اور دن کی نیند میں ہے اور اس کے فضل (یعنی روزی) کو تمہارا تلاش کرنا بھی ہے، جو لوگ (کان لگا کر) سننے کے عادی ہیں ان کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں(23)۔

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ (بھی) ہے کہ وہ تمہیں ڈرانے اور امیدوار بنانے کے لیے بجلیاں دکھاتا ہے اور آسمان سے بارش برساتا ہے اور اس مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے، اس میں (بھی) عقلمندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں(24)۔

اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین اسی کے حکم سے قائم ہیں، پھر جب وہ تمہیں آواز دے گا صرف ایک بار کی آواز کے ساتھ ہی تم سب زمین سے نکل آؤ گے(25)۔

اور زمین و آسمان کی ہر چیز اس کی ملکیت ہے اور ہر ایک اس کے فرمان کے ماتحت ہے(26)۔

اور وہی ہے جو تخلیق کا آغاز کرتا اور پھر اسے دوبارہ زندگی دیتا ہے اور دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے زیادہ آسان ہے(27)۔الروم:20-27

نمرود نے اللہ تعالی کے وجود کا انکار کیا تو جیسا کہ اللہ نے خبر دی ہے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا:

﴿...قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾

ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ اللہ تعالی سورج کو مشرق سے اگاتا ہے، تم ایسا کرو کہ اسے مغرب سے اگا کر دکھا دو تو کافر یہ سن کر مبہوت رہ گیا اور اللہ تعالی ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔البقرہ:258

اسی طرح، ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ وہ تو بس اللہ ہے جس نے مجھے ہدایت دی ہے، وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے، جب بیمار ہوتا ہوں تو شفا وہی عطا کرتا ہے اور وہی جو مجھے موت دے گا اور پھر دوبارہ زندہ کرے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے خبر دی ہے، انہوں نے کہا:

﴿الَّذِی خَلَقَنِی فَهُوَ یَهْدِینِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِی هُوَ یُطْعِمُنِی وَیَسْقِینِ ﴿٧٩﴾
وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِینِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِی یُمِیتُنِی ثُمَّ یُحْیِینِ ﴿٨١﴾﴾

جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی میری رہبری فرماتا ہے(78)۔

وہی ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے(79)۔

اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے(80)۔

اور وہی مجھے مار ڈالے گا، پھر زندہ کر دے گا(81)۔الشعراء:78-81

اللہ تعالی نے سیدنا موسی علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے فرعون پر اللہ تعالی کے رب ہونے پر حجت تمام کرتے ہوئے کہا:

﴿ الَّذِی أَعْطَىٰ كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ﴿٥٠﴾﴾

جس نے ہر چیز کو تخلیق کا جامہ دیا اور پھر اسے استوار کیا۔طہ:50

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے، سب کو اللہ تعالی نے انسان کے لیے مسخر کر دیا ہے اور اس پر اپنی نعمتوں کی بارش کر رکھی ہے، یہ سب کچھ اس لیے ہے تاکہ وہ صرف اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کفر نہ کرے۔ ارشاد الہی ہے:

﴿أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ﴿٢٠﴾﴾

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کو ہمارے کام میں لگا رکھا ہے اور تمہیں اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں، بعض لوگ اللہ کے بارے میں بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن کتاب کے جھگڑا کرتے ہیں۔ لقمان:20

ایک طرف اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کو انسان کے لیے مسخر کر رکھا ہے تو دوسری طرف اسے اس کی ضرورت کی تمام چیزوں، جیسے کان، آنکھ اور دل، سے لیس کر کے پیدا کیا ہے تاکہ وہ فائدہ بخش علم حاصل کرے جو اسے اس کے حقیقی آقا و خالق کا پتہ بتائے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَاللَّهُ أَخْرَجَكُم مِّن بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٧٨﴾﴾

اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا ہے کہ اس وقت تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے، اسی نے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے کہ تم شکر

گزاری کرو۔ النحل:78

پس ثابت ہوا کہ وہ اللہ ہی ہے جس نے تمام جہانوں کو پیدا کیا ہے اور انسان کو بھی اور اس کو تیار کیا ان تمام اعضا و جوارح اور قوتوں کے ساتھ جن کی اسے حاجت ہے اور اسے ہر وہ سامان بھی مہیا کیا ہے جو اس کا اللہ کی عبادت کرنے اور زمین کو آباد کرنے میں معاون و مددگار بن سکتا ہے، مزید براں آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کو اس کے لیے مسخر بھی کر دیا ہے۔

اللہ تعالی نے ان عظیم مخلوقات کی تخلیق اور پیدائش کو اپنی الوہیت کو مستلزم ربوبیت پر دلیل بناتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴿٣١﴾﴾

آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ، تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں

ڈرتے۔یونس:31

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ
الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِنْ قَبْلِ هَذَا
أَوْ أَثَارَةٍ مِنْ عِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤﴾﴾

آپ کہہ دیجیے کہ بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کا کون سا حصہ ہے؟ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے ہی کی کوئی کتاب یا کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہو میرے پاس لاؤ۔الاحقاف:4

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿خَلَقَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ
أَن تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
فَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ﴿١٠﴾ هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا
خَلَقَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿١١﴾﴾

جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کا بنایا ہے، زمین پر گہرائی تک دھنسے ہوئے پہاڑ ڈال دیے ہیں تا کہ وہ تمہیں لے کر پھسل نہ جائے اور اس میں ہر طرح کے چوپائے پیدا کر کے پھیلا دیے ہیں اور آسمان سے بارش برسا کر اس میں ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے، یہ ہے اللہ کی تخلیق، اب ذرا مجھے دکھا دو کہ اس اللہ کے علاوہ جن کو تم پوجتے ہو انہوں نے کیا کچھ پیدا کیا ہے؟ بلکہ سچائی تو یہ ہے کہ یہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ لقمان:10-11

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾﴾

کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟(35)۔

کیا انہوں نے ہی آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ یہ یقین نہ کرنے والے لوگ ہیں(36)۔

یا کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں؟ یا (ان خزانوں کے) یہ

داروغہ ہیں (37)۔ الطور: 35-37

شیخ ناصر السعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ان کے خلاف ایسی چیز سے دلیل پکڑنا ہے، جس کے پیش ہونے کے بعد ان کے سامنے صرف دو ہی صورتیں رہ جاتی ہیں: ایک یہ کہ وہ حق کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور دوسری یہ کہ عقل اور دین کے دائرے سے نکل جائیں۔ تفسیر ابن سعدی: 816

7- کائنات کی ہر چیز کا، خواہ ہم اسے دیکھ سکیں یا نہ دیکھ سکیں، خالق صرف اللہ ہے اور اس کے سوا جو کچھ بھی ہے مخلوق ہے اور اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے۔

کائنات کی ہر چیز کا، خواہ ہم اسے دیکھ سکیں یا نہ دیکھ سکیں، خالق صرف اللہ ہے اور اس کے سوا جو کچھ بھی ہے مخلوق ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَاتَّخَذْتُم مِّن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۗ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ

شَىْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾

آپ پوچھیے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ کہہ دیجیے کہ اللہ ہے، یہ بھی کہہ دیجیے کہ کیا تم پھر بھی اس کے سوا اوروں کو حمایتی بنا رہے ہو جو خود اپنی جان کے بھی بھلے برے کا اختیار نہیں رکھتے، کہہ دیجیے کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ یا کیا اندھیریاں اور روشنی برابر ہو سکتی ہیں؟ کیا جنہیں یہ اللہ کے شریک ٹھہرا رہے ہیں انہوں نے بھی اللہ کی طرح مخلوق پیدا کی ہے کہ ان کی نظر میں پیدائش مشتبہ ہو گئی ہو، کہہ دیجیے کہ صرف اللہ ہی تمام چیزوں کا خالق ہے وہ اکیلا ہے اور زبردست غالب ہے۔(الرعد:16)۔اللہ تعالی نے مزید فرمایاہے:

﴿...وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾

اور وہ ان چیزوں کو بھی پیدا کرتا ہے جن کو تم جانتے بھی نہیں ہو۔النحل:8

اور اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے جیسا کہ اس کا فرمان ہے:

﴿هُوَ الَّذِى خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِى الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ

السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۖ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤﴾

وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر مستوی ہو گیا۔ وہ (خوب) جانتا ہے اس چیز کو جو زمین میں جائے اور جو اس سے نکلے اور جو آسمان سے نیچے آئے اور جو کچھ چڑھ کر اس میں جائے، اور جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے۔ الحدید:4

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ﴿٣٨﴾﴾

یقیناً ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کو (صرف) چھ دن میں پیدا کر دیا اور ہمیں تھکان نے چھوا تک نہیں۔ ق:38

8-ملکیت، تخلیق، تدبیر اور عبادت میں اللہ تعالی کا کوئی شریک نہیں ہے۔

ملکیت، تخلیق، تدبیر اور عبادت میں اللہ تعالی کا کوئی شریک وساجھی نہیں

ہے،اللہ تعالی کافرمان ہے:

﴿قُلْ أَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ ۖ ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هَٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤﴾﴾

آپ کہہ دیجیے کہ بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کا کون سا حصہ ہے؟ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے ہی کی کوئی کتاب یا کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہو میرے پاس لاؤ۔الاحقاف:4

شیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یعنی جنہوں نے اللہ تعالی کے ساتھ ان گنت اوثان اور بتوں کو شریک وساجھی بنا رکھا ہے، آپ ان سے کہیے کہ ان کے ہاتھوں میں نفع ونقصان، موت وحیات اور بعث ونشور کا ایک ذرہ بھی نہیں ہے، آپ ان کے اوثان اور بتوں کی بے بسی اور لاچاری کو ان کے سامنے واضح کرتے ہوئے اور یہ بات اچھی طرح جتلاتے ہوئے کہ وہ کسی بھی طرح کی عبادت کے ذرہ برابر بھی حق دار نہیں ہیں، ان سے کہیے: (مجھے دکھاؤ تو سہی انہوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا پیدا کیا ہے یا آسمانوں کی تخلیق میں انہوں

نے کون سی شراکت داری نبھائی ہے ؟)۔ کیاانہوں نے آسمانوں اور زمین کا کوئی ٹکڑا پیدا کیا ہے ؟ کیاانہوں نے پہاڑوں کو پیدا کیا ہے ؟ کیاانہوں نے ہی نہریں جاری کی ہیں ؟ کیاانہوں نے کوئی جانور پیدا کیا ہے ؟ کیاانہوں نے ہی درختوں کو پیدا کیا ہے ؟ کیاان چیزوں کی تخلیق میں ان کی کوئی معاونت و شراکت شامل تھی ؟ان میں سے کسی بھی سوال کا جواب وہ ہاں میں نہیں دے سکیں گے اور دوسروں کا معاملہ تو رہنے دیجیے وہ خود اس بات کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے کہ ان میں سے کسی بھی چیز کی تخلیق میں ان کے کسی بھی بت یا دیوتا کا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ لہذا یہ اس بات کی قطعی عقلی دلیل ہے کہ اللہ تعالی کے علاوہ کسی بھی چیز کی عبادت کرنا باطل ہے۔

پھر اس بات کے لئے عقلی دلیل کی نفی کرتے ہوئے فرمایا: {اس سے پہلے کی کوئی کتاب ہی لے آؤ} , ایسی کتاب جو شرک کی دعوت دیتی ہو { یا کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہو} رسولوں سے موروثی طور پر, جو شرک کرنے کا حکم دیتا ہو۔ ظاہر ہے وہ ایسا کبھی نہیں کر سکتے کہ کسی نبی یا رسول کی طرف سے کوئی ایسی دلیل پیش کر دیں جو شرک کو ثابت کرتی ہو، بلکہ ہمارا پختہ ایمان و یقین ہے کہ تمام انبیا ورسل علیہم الصلاۃ والسلام نے اللہ کی وحدانیت کی دعوت دی، اس کے

ساتھ کسی کو شریک کرنے سے منع فرمایااور یہی وہ سب سے بڑا علم ہے جو ان سے منقول وماثور ہے۔ تفسیر ابن سعدی:779

اللہ تعالی ہی پوری کائنات کا اکیلا مالک و مختار ہے اور اس میں اللہ کا کوئی شریک وساجھی نہیں ہے،اللہ تعالی کافرمان ہے:

﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٦﴾﴾

آپ کہہ دیجیے اے اللہ! اے تمام جہانوں کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دےاور جس سے چاہے سلطنت چھین لےاور تو جسے چاہے عزت دےاور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔آل عمران:26

اللہ تعالی نے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے دن پوری سلطنت بس اسی کے ہاتھ میں ہوگی:

﴿يَوْمَ هُم بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾﴾

جس دن سب لوگ ظاہر ہو جائیں گے، ان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہ ہو گی، آج کس کی بادشاہی ہے؟ فقط اللہ واحد و قہار کی۔ غافر: 16

سلطنت، خلفت، تدبیر اور عبادت میں اللہ تعالی کا کوئی شریک نہیں، اس کا فرمان ہے:

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِى لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ﴿١١١﴾﴾

اور یہ کہہ دیجیے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک وساجھی رکھتا ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی حمایتی کی ضرورت ہو اور تو اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتا رہ۔ الاسراء: 111

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿الَّذِى لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ﴿٢﴾﴾

اسی اللہ کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور وہ کوئی اولاد نہیں رکھتا، نہ اس کی سلطنت میں کوئی اس کا ساجھی ہے اور ہر چیز کو اس نے پیدا کر کے ایک مناسب اندازہ ٹھہرا دیا ہے۔ الفرقان: 2

تو معلوم ہوا کہ بس وہی آقا ہے اور اس کے علاوہ جو بھی ہے، اس کا غلام ہے۔ بس وہی خالق ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے مخلوق ہے، وہی سارے معاملات کی تدبیر کرتا ہے، اب جس کی یہ شان ہے اسی کا یہ حق بنتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اسی سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا نقص عقل و خرد ہے اور ایسا شرک ہے جو دنیا اور آخرت دونوں کو بگاڑ کر رکھ دینے والا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٣٥﴾﴾

یہ کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ بن جاؤ تو ہدایت پاؤ گے، تم کہو بلکہ صحیح راہ پر ملت ابراہیمی والے ہیں اور ابراہیم خالص اللہ کے پرستار تھے اور مشرک نہ تھے۔ البقرہ:135

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ﴿١٢٥﴾﴾

دین کے اعتبار سے اس سے اچھا کون ہے جو اپنے کو اللہ کے تابع کر دے اور

ہو بھی نیکو کار، ساتھ ہی یکسوئی والے ابراہیم کے دین کی پیروی کر رہا ہو اور ابراہیم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنالیا ہے۔النساء: 125

اللہ تعالی نے اس بات کی بھی وضاحت فرمادی ہے کہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ملت کے علاوہ کسی اور ملت کی پیروی وہی کرے گا جو خود فریبی میں مبتلا ہو گا، چنانچہ وہ فرماتا ہے: دین ابراہیمی سے وہی بے رغبتی کرے گا جو محض بے وقوف ہو، ہم نے تو اسے دنیا میں بھی برگزیدہ کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ نیکو کاروں میں سے ہے۔البقرہ: 130

9- اللہ تعالی نے کسی کو جنا، نہ ہی وہ جنا گیا، نہ اس کا کوئی ہمسر ہے اور نہ ہی اس جیسا کوئی ہے۔

اللہ تعالی نے کسی کو جنا، نہ ہی وہ جنا گیا، نہ اس کا کوئی ہمسر ہے اور نہ ہی اس جیسا کوئی ہے۔وہ کہتا ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۞ اللَّهُ الصَّمَدُ ۞ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۞ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۞﴾

آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے (1)۔

اللہ بے نیاز ہے(2)۔

نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا(3)۔

اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے(4)۔الاخلاص: 1-4

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾﴾

آسمانوں کا زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب وہی ہے تو اسی کی بندگی کر اور اس کی عبادت پر جم جا، کیا تیرے علم میں اس کا ہمنام و ہم پلہ کوئی اور بھی ہے؟ مریم: 65

اس نے مزید فرمایا:

﴿فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿١١﴾﴾

وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے تمہارے لیے تمہاری

جنس کے جوڑے بنا دیے ہیں اور چوپایوں کے جوڑے بنائے ہیں، تمہیں وہ اس میں پھیلا رہا ہے، اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ الشوری: 11

10- اللہ تعالی کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی مخلوقات میں سے کسی چیز میں مجسم ہوتا ہے۔

اللہ تعالی کسی چیز میں حلول نہیں کرتا، نہ ہی اپنی مخلوقات میں سے کسی چیز میں مجسم ہوتا ہے اور نہ ہی کسی چیز کے ساتھ متحد ہوتا ہے، کیونکہ بس اللہ ہی خالق ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے مخلوق ہے، اسی کو بقائے دوام حاصل ہے اور اس کے علاوہ ہر چیز کا مقدر فنا ہے، ہر چیز اسی کی ملکیت ہے اور وہ ہر چیز کا مالک ہے، اس لیے یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنی مخلوقات میں سے کسی مخلوق میں حلول کرے اور کوئی مخلوق اس کے اندر حلول کرے۔ اللہ تعالی ہر چیز سے بڑا ہے، ہر چیز سے عظیم ہے۔ جو لوگ اس زعم باطل میں مبتلا ہیں کہ اللہ تعالی نے مسیح علیہ السلام کے اندر حلول کیا تھا ان پر سخت نکیر کرتے ہوئے وہ خود فرماتا ہے:

﴿لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾﴾

یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے، آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم اور اس کی والدہ اور روئے زمین کے سب لوگوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی اختیار رکھتا ہو؟ آسمانوں و زمین اور دونوں کے درمیان کا کل ملک اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ المائدہ: 17

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۖ بَل لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ﴿١١٦﴾ بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿١١٧﴾﴾

اور مشرق و مغرب کا مالک اللہ ہی ہے، تم جدھر بھی منہ کرو ادھر ہی اللہ کا

منھ ہے،اللہ تعالیٰ کشادگی اور وسعت والا اور بڑے علم والا ہے(115)۔

یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے، (نہیں بلکہ) وہ پاک ہے، زمین اور آسمانوں کی تمام مخلوق اس کی ملکیت میں ہے اور ہر ایک اس کا فرمانبردار ہے (116)۔

وہ زمین اور آسمانوں کا ابتداءً پیدا کرنے والا ہے،وہ جس کام کو کرنا چاہے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا بس وہ وہیں ہو جاتا ہے(117)۔البقرہ:115-117

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ
السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَن
دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ إِن
كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَّقَدْ
أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾ ﴾

وہ کہتے ہیں کہ رحمان (اللہ) نے اولاد بنائی ہے(88)۔

یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو(89)۔

قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں (90)۔

کہ انہوں نے رحمان (اللہ) کی اولاد ہونے کا دعوی کیا ہے (91)۔

شان رحمٰن کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے (92)۔

آسمان و زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے غلام بن کر ہی آنے والے ہیں (93)۔

ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے (94)۔

یہ سب کے سب قیامت کے دن تنہا تنہا اس کے پاس آنے والے ہیں (95)۔ مریم: 88-95

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡحَيُّ ٱلۡقَيُّومُۚ لَا تَأۡخُذُهُۥ سِنَةٞ وَلَا نَوۡمٞۚ لَّهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِۗ مَن ذَا ٱلَّذِي يَشۡفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذۡنِهِۦۚ يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيۡءٖ مِّنۡ عِلۡمِهِۦٓ

إِلَّا بِمَا شَآءَۚ وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَۖ وَلَا يَـُٔودُهُۥ حِفۡظُهُمَاۚ وَهُوَ ٱلۡعَلِيُّ ٱلۡعَظِيمُ ﴿٢٥٥﴾

اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین اور آسمانوں کی تمام چیزیں ہیں، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے، وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔ البقرہ: 255

تو جس کی یہ نرالی شان ہو اور جس کی مخلوق اس قدر کمتر ہو وہ ان میں سے کسی کے اندر کیسے حلول کر سکتا ہے؟ یا ان میں سے کسی کو کیسے اپنی اولاد بنا سکتا ہے؟ یا اپنے ساتھ کیسے کسی کو معبودیت میں شریک کر سکتا ہے؟

11- اللہ تعالی اپنے بندوں پر بے انتہا کرم گر، بے حد رحم والا ہے، اس لیے اس نے رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں۔

اللہ تعالی اپنے بندوں پر بے انتہا کرم گر، بے حد رحم والا ہے اور اس کی بے پایاں رحمت ورافت کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں، تاکہ ان کو کفروشرک کے اندھیروں سے نکال کر توحید وہدایت کی روشنی میں لے آئے، وہ فرماتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٩﴾﴾

وہ (اللہ) ہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں اتارتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نرمی کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔الحدید:9

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَٰلَمِينَ ﴿١٠٧﴾﴾

اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے۔ الانبیاء:107

اللہ تعالی نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حکم دیا کہ وہ تمام بندوں کو یہ

بات بتادیں کہ وہ (اللہ) بہت زیادہ بخشنے والا، بہت مہربان ہے، چناں چہ ارشاد فرمایا:

﴿ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٤٩﴾ ﴾

میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہوں۔ الحجر:49

اس کی بے انتہا رافت و رحمت ہی ہے کہ وہ اپنے بندوں کی مصیبتوں کو دور کرتا اور ان پر خیر و برکت نازل فرماتا ہے، وہ کہتا ہے:

﴿ وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٧﴾ ﴾

اور اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے اور کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے اور وہ بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا ہے۔ یونس:107

12-اللہ ہی وہ اکیلا رب رحیم ہے جو قیامت کے دن اپنی تمام مخلوقات کا انہیں ان کی قبروں سے زندہ کرکے اٹھانے کے بعد حساب کتاب لے گا اور ہر شخص کو اس کے اچھے یا برے عمل کا بدلہ دے گا، چناں چہ جس نے ایمان لانے کے بعد اچھے اعمال کیے ہوں گے، اس کے لیے ہمیشہ رہنے والی جنت ہوگی اور جس نے کافر رہتے ہوئے برے اعمال کیے ہوں گے اس کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہوگا۔

اللہ ہی رب رحیم ہے وہ اکیلا ہے، اور وہی ہے جو قیامت کے دن اپنی تمام مخلوقات کا انہیں ان کی قبروں سے زندہ کرکے اٹھانے کے بعد حساب کتاب لے گا اور ہر شخص کو اس کے اچھے یا برے عمل کا بدلہ دے گا، چنانچہ جس نے ایمان لانے کے بعد اچھے اعمال کیے ہوں گے اس کے لیے ہمیشہ رہنے والی جنت ہوگی اور جس نے کافر رہتے ہوئے برے اعمال کیے ہوں گے اس کے لیے قیامت کے دن بہت بڑا عذاب ہوگا، اللہ تعالی کا اپنی مخلوق کے ساتھ کمال عدل و

انصاف اور کمال حکمت ورحمت ہی ہے کہ اس نے اس دنیا کو عمل کا گھر بنایا اور ایک ایسا دوسرا گھر بھی بنایا جہاں جزا و ثواب اور حساب کتاب ہوگا، تاکہ محسن اپنے احسان کا بدلہ پالے اور بدکار، ظالم اور سرکش لوگ اپنی سرکشی اور ظلم کا انجام بد بھگت لیں، اب چونکہ بعض لوگوں کے لیے ان سب امور پر یقین کرنا محال لگتا ہے، اس لیے اللہ تعالی نے بہت ساری دلیلیں قائم کر کے انہیں یقین دلایا کہ موت کے بعد کی زندگی ایک اٹل حقیقت ہے جس میں، کوئی شک نہیں ہے، چنانچہ اس نے فرمایا:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۚ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۚ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٩﴾﴾

اس اللہ کی نشانیوں میں سے (یہ بھی) ہے کہ تو زمین کو دبی دبائی دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہ تروتازہ ہو کر ابھرنے لگتی ہے، جس نے اسے زندہ کیا وہی یقینی طور پر مردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے، بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ فصلت: 39

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم
مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِن مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ
مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ
نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ۖ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ
وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ
وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ
وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ﴿٥﴾﴾

لوگو! اگر تمہیں مرنے کے بعد جی اٹھنے میں شک ہے تو سوچو کہ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر خون بستہ سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے جو صورت دیا گیا تھا اور بے نقشہ تھا۔ یہ ہم تم پر ظاہر کر دیتے ہیں اور ہم جسے چاہیں ایک ٹھہرائے ہوئے وقت تک رحم مادر میں رکھتے ہیں، پھر تمہیں بچپن کی حالت میں دنیا میں لاتے ہیں پھر تا کہ تم اپنی پوری جوانی کو پہنچو، تم میں سے بعض تو وہ ہیں جو فوت کر لئے جاتے ہیں اور بعض بے غرض عمر کی طرف پھر سے لوٹا دیے جاتے ہیں کہ وہ ایک چیز سے باخبر ہونے کے بعد پھر بے خبر ہو جائیں۔ تو دیکھتا ہے کہ زمین (بنجر اور) خشک ہے، پھر ہم اس پر بارشیں

برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی رونق افزا نباتات اگاتی ہے۔الحج:5

اس طرح، اللہ تعالی نے اس ایک آیت کریمہ میں تین ایسی عقلی دلیلیں پیش کی ہیں جو بعث و نشور پر دلالت کرتی ہیں:

1-انسان کو اللہ تعالی نے پہلی مرتبہ مٹی سے پیدا کیا ہے اور جو اسے مٹی سے پیدا کر سکا ہے، وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ جب وہ مٹی ہو جائے تو اسے دوبارہ زندگی کی طرف لوٹا دے۔

2-جو نطفے سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ انسان کو اس کی موت کے بعد دوبارہ زندگی کی طرف لوٹا دے۔

3-جو زمین کو اس کی موت کے بعد بارش سے دوبارہ زندہ کر سکتا ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ انسانوں کو ان کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دے۔اس آیت کریمہ میں قرآن کریم کی معجزہ نمائی کی بھی ایک عظیم دلیل موجود ہے کہ کس طرح ایک آیت نے جو زیادہ لمبی بھی نہیں ہے، ایک عظیم مسئلے کی تین تین واضح عقلی دلیلوں کو اپنے اندر بڑی جامعیت کے ساتھ سمیٹ لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿يَوْمَ نَطْوِى السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ﴿١٠٤﴾﴾

جس دن ہم آسمان کو یوں لپیٹ لیں گے جیسے طومار میں اوراق لپیٹ دیے جاتے ہیں جیسے کہ ہم نے اول دفعہ پیدائش کی تھی اسی طرح دوبارہ کریں گے۔ یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور کر کے (ہی) رہیں گے۔ الانبیاء: 104

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾﴾

اور اس نے ہمارے لئے مثال بیان کی اور اپنی (اصل) پیدائش کو بھول گیا، کہنے لگا کہ ان گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے؟ (78)۔

آپ جواب دیجیے کہ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے انہیں اول مرتبہ پیدا کیا ہے جو سب طرح کی پیدائش کا بخوبی جاننے والا ہے۔ یس: 79

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿أَأَنتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ ۚ بَنَاهَا ﴿٢٧﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا ﴿٢٨﴾
وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا ﴿٢٩﴾ وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا ﴿٣٠﴾
أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعَاهَا ﴿٣١﴾ وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا ﴿٣٢﴾﴾

کیا تمہارا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا آسمان کا؟ اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا (27)۔

اس کی بلندی اونچی کی اور پھر اسے ٹھیک ٹھاک کر دیا (28)۔

اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو نکالا (29)۔

اور اس کے بعد زمین کو بچھا دیا (30)۔

اس میں سے پانی اور چارہ نکالا (31)۔

اور پہاڑوں کو مضبوطی کے ساتھ گاڑ دیا (32)۔ النازعات: 27-32

یوں اللہ تعالی نے واضح کر دیا کہ انسان کی تخلیق, آسمان و زمین اور ان دونوں میں جو کچھ ہے, کی تخلیق سے زیادہ مشکل نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر قادر ذات انسان کو دوبارہ جلا کر اٹھانے میں قطعی بے بس اور لاچار نہیں ہے۔

13-اللہ تعالی نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور ان کے بعد ان کی ذریت پھلنے پھولنے اور بڑھنے لگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سارے انسان اپنی اصل کے اعتبار سے برابر ہیں، ایک جنس کو دوسری جنس پر اور ایک قوم کو دوسری قوم پر تقوی کے سوا کسی اور چیز کی بنا پر کوئی فوقیت و برتری حاصل نہیں ہے۔

اللہ تعالی نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور ان کے بعد ان کی ذریت پھلنے پھولنے اور بڑھنے لگی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سارے انسان اپنی اصل کے اعتبار سے برابر ہیں، ایک جنس کو دوسری جنس پر اور ایک قوم کو دوسری قوم پر تقوی کے سوا کسی اور چیز میں کوئی فوقیت و برتری حاصل نہیں ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿١٣﴾﴾

اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور اس لیے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے اور قبیلے بنا دیے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے، یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔ الحجرات: 13

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَمَا يُعَمَّرُ مِن مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١١﴾﴾

لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا ہے، پھر تمہیں جوڑے جوڑے (مرد وعورت) بنا دیا ہے، عورتوں کا حاملہ ہونا اور بچوں کا تولد ہونا سب اس کے علم سے ہی ہے، اور جو بڑی عمر والا عمر دیا جائے اور جس کی عمر گھٹے وہ سب کتاب میں لکھا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ پر یہ بات بالکل آسان ہے۔ فاطر: 11

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا ۚ

وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ مِن قَبْلُ ۖ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُّسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾

وہ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پھر تمہیں بچہ کی صورت میں نکالتا ہے، پھر (تمہیں بڑھاتا ہے کہ) تم اپنی پوری قوت کو پہنچ جاؤ پھر بوڑھے ہو جاؤ، تم میں سے بعض اس سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں، (وہ تمہیں چھوڑ دیتا ہے) تاکہ تم مدت معین تک پہنچ جاؤ اور تاکہ تم سوچ سمجھ لو۔ غافر: 67

اللہ تعالی نے پوری وضاحت کے ساتھ فرمادیا ہے کہ اس نے سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو اسی طرح امور کونیہ کے تحت پیدا کیا تھا جس طرح سیدنا آدم علیہ السلام کو مٹی سے امور کونیہ کے تحت پیدا کیا تھا، اس کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾﴾

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال ہو بہو آدم (علیہ السلام) کی مثال ہے جسے مٹی سے بنا کر کے کہہ دیا کہ ہو جا! پس وہ ہو گیا۔ آل عمران: 59

میں فقرہ نمبر: 2 کے تحت اس بات کا تذکرہ کر چکا ہوں کہ اللہ کے نبی صلی

اللہ علیہ وسلم نے بالکل واضح کر دیا ہے کہ سارے انسان اصل کے اعتبار سے برابر ہیں، کسی کو کسی پر تقوی کے سوا کسی بھی وجہ سے کوئی فضل وشرف حاصل نہیں ہے۔

14-ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾﴾

پس آپ یک سو ہو کر اپنا منھ دین کی طرف متوجہ کر دیں، اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں ہے، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔(الروم:30)۔

حنیفیت، دراصل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا نام ہے، اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ

الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾

پھر ہم نے آپ کی جانب وحی بھیجی کہ آپ ملت ابراہیم حنیف کی پیروی کریں جو مشرکوں میں سے نہ تھے۔ النحل: 123

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: «مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ البَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ» ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، پھر یہ اس کے والدین ہیں جو اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں بالکل ویسے ہی جیسے چوپایوں سے صحیح سالم چوپائے پیدا ہوتے ہیں، کیا تم ان میں سے کسی کو کن کٹا پاتے ہو. حدیث کو بیان کرنے کے بعد سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

﴿فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾

اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے میں کسی تبدیلی کا گزر نہیں ہے، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ الروم: 30 صحیح بخاری، حدیث نمبر: 4775

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «أَلَا إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَا

جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِي يَوْمِي هَذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا »آگاہ رہو! بے شک میرے رب نے مجھے حکم دیاہے کہ اس نے مجھے جو کچھ آج سکھایاہے, جسے تم نہیں جانتے, میں تمہیں وہ باتیں سکھادوں, اور وہ یہ ہے کہ (وہ کہتا ہے) میں نے اپنے بندے کو جو بھی مال (شرعی طریقے سے) دے دیاہے وہ اس کے لیے حلال ہے، اور بلا شبہ میں نے اپنے تمام بندوں کو دین اسلام اور راہ راست پر پیدا کیا, لیکن شیاطین نے میرے بندوں کے پاس آکرانہیں ان کے دین سے بہکا دیا، میں نے جو کچھ ان کے لیے حلال کیا تھا اسے شیاطین نے ان پر حرام کر دیااور ان کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ ان معبودان باطلہ کو شریک ٹھہرائیں جن پر میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری ہے۔ اسے امام مسلم نے اپنی صحیح (2865) میں روایت کیاہے۔

15- کوئی بھی انسان پیدائشی گناہ گار نہیں ہوتااور نہ ہی وہ کسی دوسرے کے گناہ کاوارث وذمہ دار ہوتاہے:

کوئی بھی انسان پیدائشی گناہ گار نہیں ہوتااور نہ ہی وہ کسی دوسرے کے گناہ کا

وارث و ذمہ دار ہوتا ہے،اللہ تعالی نے ہمیں بتایا ہے کہ جب سیدنا آدم علیہ السلام سے حکم الہی کی خلاف ورزی صادر ہوئی اور انہوں نے اور ان کی بیوی حوا علیہما السلام نے شجر ممنوعہ سے کھالیا تو دونوں اپنی اس کرنی پر نادم و تائب ہوئے اور اللہ تعالی سے مغفرت طلب کی تو اللہ تعالی نے ان پر بہترین کلمات الہام کیے، پھر جب انہوں نے ان کلمات کے ذریعے اللہ سے اپنے گناہ سے توبہ کی تو اللہ تعالی نے ان کی توبہ قبول کرتے ہوئے ان کو معاف کر دیا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٣٥﴾ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٣٦﴾ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٣٧﴾ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٨﴾﴾

اور ہم نے کہہ دیا کہ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں

کہیں سے چاہو بافراغت کھاؤ پیو، لیکن اس درخت کے قریب بھی نہ جانا ورنہ ظالم ہو جاؤ گے(35)۔

لیکن شیطان نے ان کو بہکا کر وہاں سے نکلوا ہی دیا اور ہم نے کہہ دیا کہ اتر جاؤ! تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور ایک وقت مقرر تک تمہارے لیے زمین میں ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے(36)۔

آدم(علیہ السلام) نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھ لیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (37)۔

ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے چلے جاؤ، جب کبھی تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اس کی تابعداری کرنے والوں پر کوئی خوف و غم نہیں (38)۔
البقرہ:35-38

چوں کہ اللہ تعالی نے سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ کو شرف قبولیت سے نواز دیا اس لیے وہ گناہ کے حامل ہی نہیں رہے،اس طرح ان کی ذریت بھی ان کے کیے گناہ کی وارث نہیں ہو گی کیوں کہ وہ تو توبہ سے زائل ہو چکا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿١٦٤﴾﴾

جو جیسا کرے گا ویسا بھرے گا اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، پھر تم سب کو تمہارے رب کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے اور پھر وہ تمہیں ان باتوں کی خبر دے گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔الانعام:164

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿مَّنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿١٥﴾﴾

جو راہ راست حاصل کرلے وہ خود اپنے ہی بھلے کے لیے راہ یافتہ ہوتا ہے اور جو بھٹک جائے اس کا بوجھ اسی کے اوپر ہے، کوئی بوجھ والا کسی اور کا بوجھ اپنے اوپر نہ لادے گا اور ہماری سنت نہیں کہ رسول بھیجنے سے پہلے ہی عذاب کرنے لگیں۔الاسراء:15

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۚ وَمَن تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿١٨﴾﴾

کوئی بھی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اگر کوئی گراں بار دوسرے کو اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے بلائے گا تو وہ اس میں سے کچھ بھی نہ اٹھائے گا گو قرابت دار ہی ہو، تو صرف ان ہی کو آگاہ کر سکتا ہے جو غائبانہ طور پر اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور جو بھی پاک ہو جائے وہ اپنے ہی نفع کے لئے پاک ہو گا، لوٹنا اللہ ہی کی طرف ہے۔ **فاطر: 18**

16-انسان کی تخلیق کا اصل مقصد ایک اللہ کی عبادت کرنا ہے:

انسان کی تخلیق کا اصل مقصد ایک اللہ کی عبادت کرنا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝٥٦ ﴾

میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔الذاریات:56

17-اسلام نے ہر انسان - خواہ وہ مرد ہو یا عورت - کو عزت بخشی ہے،اس کے تمام حقوق کی ضمانت دی ہے،اس کے تمام تر اختیارات اور اعمال وتصرفات کا ذمہ دار اسے ہی بنایا اور اس کے ہر اس عمل کی جواب دہی بھی اسی پر ڈالی ہے جس سے خود اس کو یا دوسرے کو نقصان پہنچے۔

اسلام نے انسان خواہ مرد ہو یا عورت کو شرف وعزت سے نوازا ہے، پس اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کیا تاکہ زمین کی آبادکاری میں وہ آپس میں ایک دوسرے کا جانشیں بنتے رہیں،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً...﴾

اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں (ایسیقوم کو)

بنانے والا ہوں، جو زمین کی آباد کاری میں آپس میں ایک دوسے کا جانشیں بنتی رہے گی۔البقرہ:30

یہ تکریم وشرف ہر انسان کو شامل ہے،اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾﴾

یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت عطا فرمائی۔الاسراء:70

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴿٤﴾﴾

یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔التین:4

اللہ تعالی نے انسان کو اس بات سے منع کیا ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی جھوٹے معبود یا پیشوا یا مطاع کا تابعدار بن کر ذلیل وخوار ہو،اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ
اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ ۗ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ
الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ إِذْ تَبَرَّأَ
ٱلَّذِينَ ٱتُّبِعُواْ مِنَ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُواْ وَرَأَوُاْ ٱلْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ
ٱلْأَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾﴾

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں، کاش کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے (تو ہر گز شرک نہ کرتے) اس وقت کہ جب سارے پیشوا اپنے پیروکاروں سے پلو جھاڑ لیں گے عذاب کو اپنے سامنے دیکھیں گے اور عذاب سے بچنے کی ساری امیدیں ختم ہو جائیں گی۔البقرہ:165-166

باطل کے پیروکاروں اور جھوٹے پیشواؤں کی بروز قیامت بننے والی حالت زار کا نقشہ کھینچتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ

الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُم ۖ بَلْ كُنتُم مُّجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الَّذِينَ
اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَن
نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَندَادًا ۚ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ
وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ ﴿٣٣﴾ ﴾

یہ بڑے لوگ ان کمزوروں کو جواب دیں گے کہ کیا تمہارے پاس ہدایت آچکنے کے بعد ہم نے تمہیں اس سے روکا تھا؟ (نہیں) بلکہ تم (خود) ہی مجرم تھے(32)۔

(اس کے جواب میں) یہ کمزور لوگ ان متکبروں سے کہیں گے، (نہیں نہیں) بلکہ دن رات مکر و فریب سے ہمیں اللہ کے ساتھ کفر کرنے اور اس کے شریک مقرر کرنے کا تمہارا حکم دینا ہماری بے ایمانی کے باعث ہوا، اور عذاب کو دیکھتے ہی سب کے سب دل میں پشیمان ہو رہے ہوں گے، اور کافروں کی گردنوں میں ہم طوق ڈال دیں گے، انہیں صرف ان کے کئے کرائے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا(33)۔سبا:32-33

یہ اللہ تعالی کا کمال عدل و انصاف ہو گا کہ وہ قیامت کے دن گمراہ کرنے

والے ائمہ ودعاۃ کے پلے خود ان کے گناہوں کا اور ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ بھی باندھ دے گا جن کو وہ انجام بد کی پرواہ کیے بغیر گمراہ کرتے تھے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۙ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ﴿٢٥﴾﴾

اسی کا نتیجہ ہوگا کہ قیامت کے دن یہ لوگ اپنے پورے بوجھ کے ساتھ ہی ان کے بوجھ کے بھی حصے دار ہوں گے جنہیں بے علمی سے گمراہ کرتے رہے، دیکھو تو کیسا برا بوجھ اٹھا رہے ہیں۔ النحل:25

اسلام نے انسان کے تمام دنیوی واخروی حقوق کی ضمانت دی ہے اور سب سے بڑے حقوق جن کی ضمانت اسلام نے دی اور جن کو لوگوں کے سامنے پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے یہ ہیں: انسانوں پر اللہ کا حق اور اللہ پر انسانوں کا حق۔ فعَنْ مُعَاذٍ رضي الله عنه قَالَ: أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «يَا مُعَاذُ» قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ قَالَ مِثْلَهُ ثَلاَثًا: «هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى العِبَادِ» قُلْتُ: لاَ قَالَ: «حَقُّ اللَّهِ عَلَى العِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلاَ يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا» ثُمَّ سَارَ سَاعَةً فَقَالَ: «يَا مُعَاذُ» قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: "هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ العِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ:

أَنْ لاَ يُعَذِّبَهُمْ »سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سواری پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اثنائے سفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! میں نے کہا: میں حاضر ہوں اور یہ میری خوش بختی ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح تین بار کہنے کے بعد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ میں نے کہا: نہیں فرمایا: بندوں پر اللہ تعالی کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں۔ پھر تھوڑی دیر تک چلنے کے بعد فرمایا: اے معاذ! میں نے کہا: میں حاضر ہوں اور یہ میری خوش بختی ہے! فرمایا: کیا تم کو معلوم ہے کہ اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ ان کا اللہ پر حق یہ ہے کہ اگر بندے ایسا کر لیں تو وہ انہیں عذاب نہ دے۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر: 6840

اسلام نے انسان کو اس کے سچے دین، ذریت، مال و دولت اور عزت و آبرو کی حفاظت کی ضمانت دی ہے۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: «فَإِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا» بے شک اللہ تعالی نے تم پر تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزت و آبرو کو اس دن، اس ماہ اور اس

شہر کی حرمت کی طرح، حرام کر دیا ہے۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر: 6501

اس منشور عظیم کا اعلان اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں فرمایا اور پھر حجۃ الوداع ہی کے دوران قربانی کے دن اسے دوہرایا اور اس پر سختی سے عمل کرنے کی تاکید فرمائی۔

اسلام نے انسان کو ہی اپنے سارے اختیارات، اعمال اور تصرفات کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ﴿١٣﴾ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ﴿١٤﴾﴾

ہم نے انسان کی برائی بھلائی کو اس کے گلے لگا دیا ہے اور بروز قیامت ہم اس کے سامنے اس کا نامۂ اعمال نکالیں گے جسے وہ اپنے سامنے کھلا ہوا پائے گا۔ لے! خود ہی اپنی کتاب آپ پڑھ لے، آج تو تو آپ ہی اپنا حساب لینے کو کافی ہے۔ الاسراء: 13-14 یعنی اس نے اچھا برا جیسا بھی عمل کیا ہوگا اسے اللہ تعالی اسی کے گلے لگا دے گا، کسی دوسے کا کوئی ناطہ اس سے ہ ہوگا، پس کسی

دوسرے انسان کے عمل کا حساب اس سے اور اس کے عمل کا حساب کسی دوسرے انسان سے نہیں لیا جائے گا، اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ﴿٦﴾﴾

اے انسان! تو اپنے رب سے ملنے تک یہ کوشش اور تمام کام اور محنتیں کرکے اس سے ملاقات کرنے والا ہے۔الانشقاق:6

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿مَّنْ عَمِلَ صَٰلِحًا فَلِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَنْ أَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّٰمٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٤٦﴾﴾

جو شخص نیک کام کرے گا وہ اپنے نفع کے لیے کرے گا اور جو برا کام کرے گا اس کا وبال اسی پر ہے، اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ فصلت:46

اسلام نے انسان پر اس کے ہر اس عمل کی جواب دہی بھی اسی پر ڈالی ہے جس سے خود اس کو یا دوسرے کو نقصان پہنچے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُۥ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ ۚ وَكَانَ اللَّهُ

عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١١﴾

اور جو گناہ کرتا ہے اس کا بوجھ اسی پر ہے اور اللہ بخوبی جاننے والا اور پوری حکمت والا ہے۔النساء:111

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ﴿٣٢﴾

اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جو شخص کسی ایک کی جان بچا لے اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔المائدہ:32

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ»جو شخص بھی ظلما قتل کر دیا جاتا ہے اس کے قتل کے گناہ کا ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے

کو بھی جاتا ہے؛ کیوں کہ قتلِ ناحق کی ریت اسی نے ڈالی تھی۔ صحیح مسلم: 5150

18-اسلام نے مرد اور عورت کو عمل، ذمہ داری اور جزا و ثواب کے اعتبار سے برابر کا درجہ دیا ہے۔

اسلام نے مرد اور عورت کو عمل، ذمہ داری اور جزا و ثواب کے اعتبار سے برابر کا درجہ دیا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ﴿١٢٤﴾﴾

جو ایمان والا ہو مرد ہو یا عورت اور وہ نیک اعمال کرے یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی ان کا حق نہ مارا جائے گا۔النساء:124

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾﴾

جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے، اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔النحل:97

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝٤٠﴾

جس نے گناہ کیا ہے اسے تو برابر برابر کا بدلہ ہی ہے اور جس نے نیکی کی ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان والا ہو تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور وہاں بے شمار روزی پائیں گے۔غافر:40

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا

وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٣٥﴾

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں، ان (سب کے) لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ الاحزاب:35

19- اسلام نے عورت کو عزت و عظمت بخشی ہے اور اسے مرد کا ہی ایک حصہ قرار دیتے ہوئے اس کے تمام تر خرچ اور صرفے کا ذمہ دار اس مرد کو ٹھہرایا ہے جس میں اس کی صلاحیت ہو، چنانچہ بیٹی کے خرچ کا ذمہ باپ پر، ماں کے خرچ کا ذمہ صاحب استطاعت بالغ بیٹے پر اور بیوی کے خرچ کا ذمہ شوہر پر ڈالا

ہے۔

اسلام نے عورتوں کو مردوں کا ہم مثل او مشابہ مانا ماناہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاہے: «إِنَّ النَّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ» بے شک عورتیں مردوں کے ہم مثل اومشابہ ہیں۔ ترمذی (113) نے اس کی روایت کی ہے۔

اسلام کی تکریم عورت کا ایک منظر نامہ یہ ہے کہ اس نے ماں کے تمام تر خرچوں اور صرفوں کا ذمہ صاحب استطاعت بیٹے پر ڈالا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاہے: «يَدُ الْمُعْطِي الْعُلْيَا أُمَّكَ وَأَبَاكَ وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ ثُمَّ أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ» دینے والے کا ہاتھ برتر ہوتا ہے، خرچ کرنے کے معاملے میں اپنے اہل و عیال سے ابتدا کرو یعنی اپنے ماں باپ، بہن، بھائی اور پھر اُن لوگوں سے جو تمہارے قریب تر ہوں۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیاہے۔ باذن الٰہی، والدین کے مقام و مرتبے کا تذکرہ، عنقریب فقرہ نمبر (29) کے تحت آئے گا۔

اسلام کی تکریم عورت کا ایک منظر نامہ یہ بھی ہے کہ اس نے بیوی کی تمام تر ضروریات کی تکمیل کی ذمہ داری صاحب استطاعت شوہر پر ڈالی ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾﴾

کشادگی والے کو اپنی کشادگی سے خرچ کرنا چاہیے اور جس پر اس کے رزق کی تنگی کی گئی ہو اسے چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسے دے رکھا ہے اسی میں سے (اپنی حسب حیثیت) دے، کسی شخص کو اللہ تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی طاقت اسے دے رکھی ہے، اللہ تنگی کے بعد آسانی وفراغت بھی کر دے گا۔ الطلاق: 7

وسَأَلَ النبيَ صلى الله عليه وسلم رَجُلٌ: مَا حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ؟ قَالَ: «تُطْعِمُهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ» ایک شخص نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: بیوی کا شوہر پر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ اور اس کے چہرے پر مت مارو، اور اس کو کوئی قبیح بات نہ کہو۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہروں پر بیویوں کے بعض حقوق کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

«وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ» ان کے کھان پان اور پہناوے کی اچھائی کے ساتھ پوری ذمہ داری تم مردوں پر ہے۔ صحیح مسلم۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: «كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقُوتُ» ایک انسان کے گناہ گار ہونے کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ان اشخاص کو برباد کردے جن کے کھان پان کی ذمہ داری اس پر ہے۔

اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے "من يقوت، یعنی جن کے کھان پان کی ذمہ داری اس پر ہے" کہنے سے مراد وہ شخص ہے جس پر مخصوص افراد کے نان و نفقہ کی ذمہ داری ہے، مفہوم اس کا یہ ہے کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کرنے والے سے کہا: کہ اہل و عیال کے صرفہ سے جو زیادہ نہ ہو اس کو ثواب کی امید میں صدقہ نہ کرو، پس، کیونکہ اس صورت میں تم نے ان کو ضائع و برباد کردیا تو وہ گناہ کا کام ہو جائے گا)۔

اسلام کی تکریم عورت کا ایک منظر نامہ یہ بھی ہے کہ اس نے بیٹی کی تمام تر ضروریات کی تکمیل کا ذمہ باپ پر ڈالا ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۖ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ

﴿الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ...﴾

مائیں اپنی اولادوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمے ان کا روٹی کپڑا ہے جو دستور کے مطابق ہو۔ البقرہ: 233

پس اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کر دیا کہ جس باپ کا بچہ ہے اسی کے ذمے اس بچے کا روٹی کپڑا دستور کے مطابق ہے، فرمان الٰہی ہے:

﴿ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ... ﴾

"اگر وہ تمہارے بچوں کو دودھ پلائیں تو تم ان (عورتوں) کو ان کی مزدوری دے دو"۔ الطلاق: 6

یوں اللہ تعالیٰ نے بچے کی رضاعت کی مزدوری کی ادائیگی باپ پر واجب کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کی روٹی اور کپڑے کا ذمہ والد پر ہے اور ولد (بچے) کا اطلاق مذکر و مونث دونوں پر ہوتا ہے، آگے آنے والی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ باپ پر بیوی بچوں کا خرچ اٹھانا واجب ہے: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہند (رضی اللہ عنہا) نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ابو سفیان (رضی اللہ عنہ) کنجوس آدمی ہیں اس

لیے مجھے ان کے مال میں سے تھوڑا بہت (چپکے سے) لینے کی ضرورت پڑ جاتی ہے (کیا یہ میرے لیے جائز ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ» "نیک نیتی کے ساتھ اتنا لے سکتی ہو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو"۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں اور بہنوں پر خرچ کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: «مَنْ عَالَ ابْنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَ بَنَاتٍ أَوْ أُخْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَ أَخَوَاتٍ حَتَّى يَبِنَّ أَوْ يَمُوتَ عَنْهُنَّ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ. وَأَشَارَ بِأُصْبُعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى» "جس نے دو یا تین بیٹیوں یا دو یا تین بہنوں کی ان کا گھر بس جانے تک پرورش وپرداخت کی یا پھر ایسا ہوا ہو کہ ان کی ذمہ داری اٹھاتے ہوئے اس کو موت آگئی ہو تو میں اور وہ اس طرح ہیں۔ یہ کہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت اور بیچ والی انگلیوں سے اشارہ فرمایا"۔ السلسلۃ الصحیحۃ: 296

20- اسلامی نقطۂ نظر سے موت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان ہمیشہ کے لیے فنا ہو گیا، بلکہ اصل یہ ہے کہ موت دار عمل

سے دار جزا کی طرف ایک سفر ہے، موت جسم اور روح دونوں کو آتی ہے اور روح کی موت کا مطلب ہے بدن سے اس کا جدا ہو جانا، روح ایک بار پھر قیامت کے دن بعث و نشر کے بعد اپنے اسی جسم میں عود کر آئے گی جس سے وہ دنیا میں نکلی تھی، روح موت کے بعد کسی دوسرے جسم میں منتقل نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی دوسرے جسم میں عمل تناسخ کے ذریعے داخل ہوتی ہے۔

موت کا مطلب ہمیشہ کے لیے فنا ہو جانا نہیں ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِى وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١١﴾﴾

کہہ دیجیے کہ تمہیں موت کا فرشتہ فوت کرے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے پھر تم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ السجدہ: 11

موت جسم اور روح دونوں کو آتی ہے اور روح کی موت کا مطلب ہے: بدن سے اس کا جدا ہو جانا، روح ایک بار پھر قیامت کے دن بعث و نشر کے بعد اپنے

اسی جسم میں عود کر آئے گی، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا ۖ فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾﴾

اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کرلیتا ہے، پھر جن پر موت کا حکم لگ چکا ہے انہیں تو روک لیتا ہے اور دوسری (روحوں) کو ایک مقرر وقت تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے، غور کرنے والوں کے لیے اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔ الزمر: 42

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ» "جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھ اس کا پیچھا کرتی ہے"۔ اسے امام مسلم (920) نے روایت کیا ہے۔ موت کے بعد انسان عمل کے گھر سے جزا کے گھر میں منتقل ہو جاتا ہے، اللہ تعالی کہتا ہے:

﴿إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا

يَكۡفُرُونَ ۝٤

تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے، اللہ نے سچا وعدہ کر رکھا ہے، بے شک وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا تا کہ ایسے لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے، انصاف کے ساتھ جزا دے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے واسطے کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور دردناک عذاب ہوگا ان کے کفر کی وجہ سے۔ یونس: 4

روح موت کے بعد کسی دوسرے جسم میں منتقل نہیں ہوتی اور نہ عمل تناسخ سے گزرتی ہے، بلکہ یہ ایک ایسا دعوی ہے جس کو عقل مانتی ہے اور نہ حس اور نہ ہی اس بے بنیاد عقیدے پر انبیا علیہم السلام سے منقول کوئی دلیل ملتی ہے۔

21-اسلام انسان کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ وہ ایمان کو اس کے تمام بڑے ارکان کے اقرار کے ساتھ قبول کرے جو یہ ہیں: اللہ پر ایمان لانا، فرشتوں پر ایمان لانا، اللہ کی نازل کی ہوئی تمام کتابوں پر ایمان لانا جیسے تورات، زبور اور انجیل ان میں

تحریف کے وقوع سے پہلے اور قرآن کریم، تمام انبیا ورسل علیہم السلام پر اوران کے سلسلۂ زریں کی آخری کڑی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آخرت کے دن پر ایمان لانا، یہاں پر یہ بات ذہن نشیں رہے کہ اگر دنیوی زندگی ہی منتہائے مقصود ہوتی تو زندگی اور وجود کا یہ کار عظیم کار عبث کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا، اور قضاو قدر پر ایمان لانا۔

اسلام انسان کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ وہ ایمان کو اس کے تمام بڑے ارکان کے اقرار کے ساتھ قبول کرے جس کی تمام انبیا ورسل علیہم السلام نے دعوت دی ہے اور جو یہ ہیں:

پہلا رکن یہ ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ صرف اللہ تعالی ہی اس پوری کائنات کا رب، خالق، رازق اور مدبر ہے اور صرف وہی ہر قسم کی عبادت کا تنہا حق دار ہے، اس کے سوا کسی بھی چیز کی عبادت اور اس کے علاوہ ہر معبود باطل محض ہے، عبادت صرف اسی کو زیب دیتی ہے اور اس کے علاوہ کسی کی

بھی عبادت کرنا صحیح اور درست نہیں ہے۔ فقرہ نمبر (8) میں اس مسئلے پر دلیلوں کا بیان گزر چکا ہے۔

اللہ تعالی نے اس عظیم ترین اصول کو قرآن عظیم کی بہت ساری الگ الگ آیتوں میں بیان کیا ہے، ان میں سے ایک اللہ تعالی کا یہ قول مبارک بھی ہے:

﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ۚ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٢٨٥﴾﴾

رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ البقرہ:285

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ
وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ
وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ
وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا ۖ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ
وَحِينَ الْبَأْسِ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾

ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالی پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں۔ البقرہ:177

اللہ تعالی نے ان اصولوں پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے اور واضح کر دیا ہے کہ جو ان کے ساتھ کفر کرتا ہے، وہ بھٹک کر بہت دور جا گرتا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِى نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِى أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴿١٣٦﴾﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں، ایمان لاؤ! جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ النساء: 136

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آیا ہے، وہ کہتے ہیں: (بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا» قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ» قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ»

ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے، اس پر نہ سفر کے کوئی آثار دکھائی دے رہے تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا، (وہ آیا) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اس طرح بیٹھا کہ اس نے اپنے دونوں گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا دیے اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنی دونوں رانوں پر رکھ لیا اور سوال کیا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتلایئے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اگر وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہے، اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا، (عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہمیں اس پر بڑا تعجب ہوا کہ خود آپ

صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر رہا ہے اور خود ہی آپ کی تصدیق کر رہا ہے، اس نے پھر سوال کیا: مجھے ایمان کے بارے میں بتلائیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی نازل کردہ کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاؤ، نیز اچھی اور بری تقدیر (کے اللہ کی طرف سے ہونے) پر ایمان لاؤ، اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر پوچھا: مجھے احسان کے بارے میں بتلائیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ خیال نہیں کر سکتے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو تو (کم از کم یہ خیال رہے کہ) یقیناً وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ صحیح مسلم: 8

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا جبریل علیہ السلام اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور دین کے مراتب: اسلام، ایمان اور احسان، کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا اور پھر آپ نے اپنے اصحاب کو خبر دی کہ وہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے، یہی ہے پیغام الٰہی اسلام جس کو سیدنا جبریل علیہ السلام اللہ تعالی سے لے کر آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دنیا کے لوگوں تک پہنچایا، پھر آپ

کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی پوری پوری حفاظت کی اور آپ کے بعد اسے دنیا کے کونے کونے تک پہنچادیا۔

دوسرا رکن فرشتوں پر ایمان لانا ہے، فرشتے عالم غیب سے تعلق رکھتے ہیں، ان کو اللہ تعالی نے ایک خاص ہیئت و شکل دے کر پیدا کیا ہے اور عظیم ذمہ داریاں سونپی ہیں جن میں سب سے اہم ذمہ داری انبیاو رسل علیہم السلام تک اللہ تعالی کے پیغامات کی ترسیل و ابلاغ ہے۔ سب سے زیادہ معزز و مکرم فرشتہ سیدنا جبریل علیہ السلام ہیں، وہ انبیاو رسل علیہم السلام کے پاس اللہ تعالی کی وحی لے کر آتے تھے، اور اس بات کی دلیل اللہ تعالی کا یہ ارشاد مبارک ہے:

﴿يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ۝٢﴾

وہی فرشتوں کو اپنی وحی دے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے کہ تم لوگوں کو آگاہ کر دو کہ میرے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں، پس تم مجھ سے ڈرو۔ النحل:2

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝١٩٢ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝١٩٣ عَلَىٰ

قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِى زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾﴾

اور بے شک وشبہ یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل فرمایا ہوا ہے (192)۔

اسے امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے (193)۔

آپ کے دل پر اترا ہے کہ آپ آگاہ کر دینے والوں میں سے ہو جائیں (194)۔

صاف عربی زبان میں ہے (195)۔

اگلے نبیوں کی کتابوں میں بھی اس قرآن کا تذکرہ ہے (196)۔ الشعراء: 196-192

تیسرا رکن اللہ تعالی کی نازل کردہ کتابوں, جیسے تورات وانجیل اور زبور پر ان میں تحریف کے وقوع سے پہلے اور قرآن, پر ایمان لانا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِى نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِى أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ

وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴿١٣٦﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں ایمان لاؤ! جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ النساء: 136

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ ﴿٣﴾ مِن قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ﴿٤﴾

جس نے آپ پر حق کے ساتھ اس کتاب کو نازل فرمایا ہے جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والی ہے، اسی نے اس سے پہلے تورات اور انجیل کو اتارا تھا (3)۔

اس سے پہلے لوگوں کو ہدایت کرنے والی بنا کر اور قرآن بھی اسی نے اتارا، جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے کفر کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اور بدلہ لینے والا ہے (4)۔آل عمران:3-4

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ءَامَنَ ٱلرَّسُولُ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيۡهِ مِن رَّبِّهِۦ وَٱلۡمُؤۡمِنُونَۚ كُلٌّ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَمَلَـٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِۦۚ وَقَالُواْ سَمِعۡنَا وَأَطَعۡنَاۖ غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيۡكَ ٱلۡمَصِيرُ ﴿٢٨٥﴾﴾

رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔البقرہ:285

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلۡ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ عَلَيۡنَا وَمَآ أُنزِلَ عَلَىٰٓ إِبۡرَٰهِيمَ

وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ وَٱلْأَسْبَاطِ وَمَآ أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ
وَٱلنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُۥ
مُسْلِمُونَ ﴿٨٤﴾

آپ کہہ دیجیے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ ہم پر اتارا گیا ہے اور جو کچھ ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) اور ان کی اولاد پر اتارا گیا اور جو کچھ موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) اور دوسرے انبیا (علیہم السلام) اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے ان سب پر ایمان لائے، ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔ آل عمران: 84

چوتھا رکن: تمام انبیا و رسل علیہم السلام پر ایمان لانا ہے سو ان تمام پر ایمان لانا واحب ہے، نیز اس بات کا اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ وہ سب اللہ تعالی کی طرف سے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے جنھوں نے اپنی اپنی امت تک اللہ تعالی کے پیغامات، اس کے دین اور اس کی شریعت کی ترسیل و ابلاغ کی ذمہ داری ادا کر دی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ
وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ
مُسْلِمُونَ ﴿١٣٦﴾

اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) اور دوسرے انبیا (علیہم السلام) دیئے گئے، ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ **البقرہ: 136 اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:**

﴿ آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ
وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ۚ وَقَالُوا سَمِعْنَا
وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٢٨٥﴾

رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی

میں ہم تفریق نہیں کرتے، انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ البقرہ:285

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿٨٤﴾ ﴾

آپ کہہ دیجیے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ ہم پر اتارا گیا ہے اور جو کچھ ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) اور ان کی اولاد پر اتارا گیا اور جو کچھ موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) اور دوسرے انبیا (علیہم السلام) اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے، ان سب پر ایمان لائے، ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔ آل عمران: 84

اس بات پر بھی ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ کے رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی اور رسول ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿إِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَٰقَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ لَمَآ ءَاتَيْتُكُم مِّن كِتَٰبٍ وَحِكْمَةٍ
ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِۦ وَلَتَنصُرُنَّهُۥ ۚ
قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِى ۖ قَالُوٓا۟ أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ
فَٱشْهَدُوا۟ وَأَنَا۠ مَعَكُم مِّنَ ٱلشَّٰهِدِينَ ﴿٨١﴾﴾

جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہارے لیے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے، فرمایا کہ تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا کہ ہمیں اقرار ہے، فرمایا تو اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ آل عمران: 81

اس طرح اسلام تمام انبیا و رسل علیہم السلام پر عمومی ایمان لانا واجب گردانتا ہے اور اسی طرح آخری نبی و رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ و سلم پر ایمان لانے کو لازم و ناگزیر ٹھہراتا ہے، اللہ تعالی کہتا ہے:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ
وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ...﴾

آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! تم دراصل کسی چیز نہیں جب تک کہ تورات وانجیل اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گیا ہے، قائم نہ کرو۔ المائدہ:68

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٦٤﴾﴾

آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں، پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔ آل عمران:64

اس لیے جس نے ایک بھی نبی کا انکار کیا تو اس نے بلاشبہ تمام انبیا و رسل (علیہم السلام) کا انکار کر دیا، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کے بارے میں صادر کیے گئے اپنے حکم کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾﴾

قوم نوح نے بھی نبیوں کو جھٹلایا۔الشعراء:105

جب کہ یہ بات معلوم ہے کہ نوح علیہ السلام سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا، لیکن اس کے باوجود ان کی قوم کا انہیں جھٹلانا ان کی طرف سے تمام نبیوں اور رسولوں کو جھٹلانا تھا، کیونکہ تمام انبیا کی دعوت بھی ایک تھی اور غایت بھی ایک۔

پانچواں رکن: آخری دین یعنی قیامت کے دن پر ایمان رکھنا ہے، اس دنیوی زندگی کے آخری وقت میں اللہ تعالی سیدنا اسرافیل علیہ السلام کو بے ہوشی کا صور پھونکنے کا حکم دے گا تو وہ صور پھونک دیں گے جس سے ہر وہ شخص مر جائے گا جس کو اللہ تعالی مارنا چاہے گا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ﴿٦٨﴾﴾

اور صور پھونک دیا جائے گا پس آسمانوں اور زمین والے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جسے اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا پس وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔الزمر:68

جب آسمانوں اور زمین میں جتنے بھی جاندار ہیں سب مر جائیں گے مگر اللہ جسے چاہے تو اللہ تعالی آسمانوں اور زمین کو لپیٹ دے گا جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴿١٠٤﴾﴾

جس دن ہم آسمان کو یوں لپیٹ لیں گے جیسے طومار میں اوراق لپیٹ دیے جاتے ہیں، جیسے کہ ہم نے اول دفعہ پیدائش کی تھی اسی طرح دوبارہ کریں گے، یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور کر کے (ہی) رہیں گے۔ الانبیاء: 104

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴿٦٧﴾﴾

اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا

شریک بنائیں۔الزمر:67

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «يَطْوِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ. ثُمَّ يَطْوِي الْأَرَضِينَ بِشِمَالِهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟» "روز قیامت اللہ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں لے لے گا اور پھر فرمائے گا: میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں وہ لوگ جو سرکش بنے پھرتے تھے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو متکبر بنے پھرتے تھے؟ پھر اللہ ساتوں زمینوں کو لپیٹ کر اپنے بائیں ہاتھ میں لے لے گا اور کہے گا: میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں جو سرکش بنے پھرتے تھے؟ کہاں ہیں جو متکبر بنے پھرتے تھے؟"۔اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

پھر اللہ تعالی فرشتے (اسرافیل علیہ السلام) کو حکم دے گا تو وہ دوسری بار صور پھونکے گا جس سے سارے لوگ اٹھ کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:۔

﴿ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ﴿٦٨﴾﴾

"پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو سب اٹھ کھڑے ہو کر دیکھنے لگ

جائیں گے"۔الزمر:68

پھر جب اللہ تعالی تمام مخلوقات کو زندہ کرلے گا تو سب کو یکجا کرے گا،اللہ تعالی کہتا ہے:

﴿يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذَٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ﴿٤٤﴾﴾

جس دن زمین پھٹ جائے گی اور یہ دوڑتے ہوئے (نکل پڑیں گے) یہ جمع کرلینا ہم پر بہت ہی آسان ہے۔ق:44

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿يَوْمَ هُم بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴿١٦﴾﴾

جس دن سب لوگ ظاہر ہو جائیں گے ان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہ رہے گی،آج کس کی بادشاہی ہے؟فقط اللہ واحد وقہار کی۔غافر:16

اس دن اللہ تعالی تمام لوگوں کا حساب لے گا،ظالم سے مظلوم کا انتقام لے گا اور ہر انسان کو اس کے کیے کا پورا پورا بدلہ دے گا،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٧﴾

آج ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا، آج (کسی قسم کا) ظلم نہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔ غافر: 17

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾

بے شک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اسے بڑھا کر دیتا ہے اور خاص اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب بھی دیتا ہے۔ النساء: 40

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے: جس نے ذرہ برابر بھی بھلا کیا ہو گا وہ اسے دیکھے گا (7)۔

﴿وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿٨﴾

اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ بھی اسے دیکھ لے گا (8)۔ الزلزلۃ: 8-7

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ﴿٤٧﴾ ﴾

قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک تولنے والی ترازو کو، پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا، اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہو گا تو ہم اسے لا حاضر کریں گے، اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔

الانبیاء: 47

بعث و نشور اور حساب کتاب کے بعد جزا اور بدلہ دینے کا مرحلہ آئے گا، جس نے اچھا عمل کیا ہو گا اس کے لیے ہمیشہ رہنے والی اور غیر فانی نعمتیں ہوں گی اور جس نے برا عمل اور کفر کیا ہو گا اس کے لیے عذاب ہی عذاب ہو گا، ارشاد باری ہے:

﴿ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٥٦﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٥٧﴾ ﴾

اس دن صرف اللہ ہی کی بادشاہت ہو گی، وہی ان میں فیصلے فرمائے گا، ایمان اور نیک عمل والے تو نعمتوں سے بھری جنتوں میں ہوں گے (56)۔

اور جن لوگوں نے کفر کیااور ہماری آیتوں کو جھٹلایاان کے لیے ذلیل کرنے والے عذاب ہیں(57)۔الحج:56-57

اور ہمیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ اگر یہی دنیوی زندگی پہلی اور آخری زندگی ہوتی تو یہ زندگی اور وجود خالص کار عبث ہوتا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾﴾

کیاتم یہ گمان کیے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔المومنون:115

چھٹا رکن قضا و قدر پر ایمان لانا ہے، مطلب یہ کہ اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالی ہر اس بات کو جانتا ہے جو پہلے واقع ہو چکی ہے، جو ہو رہا ہے، اسے بھی جانتا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے اسے بھی جانتا ہے، اور یہ کہ اللہ تعالی نے اپنے اس سارے علم کو زمین وآسمان کی تخلیق سے پہلے لکھ بھی دیا ہے, وہ کہتا ہے:

﴿وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ

وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ
الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿٥٩﴾

اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں، (خزانے) ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ کے، اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں۔ الانعام: 59

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم کے اعتبار سے احاطہ کیے ہوئے ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ
الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿١٢﴾

اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور اسی کے مثل زمینیں بھی، اس کا حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بہ اعتبار علم گھیر رکھا ہے۔ الطلاق: 12

اس کائنات میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ کے ارادہ و مشیئت کے تحت ہی ہوتا

ہے، وہی اس کی تخلیق کرتا اور وہی اس کے اسباب مہیا کرتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ﴿٢﴾﴾

اسی اللہ کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور وہ کوئی اولاد نہیں رکھتا، نہ اس کی سلطنت میں کوئی اس کا ساجھی ہے اور ہر چیز کو اس نے پیدا کر کے ایک مناسب اندازہ ٹھہرا دیا ہے۔ الفرقان:2

اور ان تمام باتوں میں اس کی حکمت بالغہ مضمر ہے جس کا احاطہ کوئی انسان نہیں کر سکتا، اللہ تعالی کہتا ہے:

﴿حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ ۖ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿٥﴾﴾

اور (یہ قرآن) عظیم حکمت ہے جو اپنے غایت کو پہونچی ہوئی ہو, لیکن ان ڈراونی باتوں نے بھی (ان کفار اور جھٹلانے والوں کو) کچھ فائدہ نہ دیا۔ القمر:5

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ

﴿الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾﴾

وہی ہے جو اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ تو اس پر بہت ہی آسان ہے، اسی کی بہترین اور اعلیٰ صفت ہے آسمانوں میں اور زمین میں بھی اور وہی غلبے والا حکمت والا ہے۔ الروم: 27

اللہ تعالی نے خود کو "حکمت" کی صفت سے متصف کیا اور اپنا نام حکیم یعنی حکمت والا رکھا ہے، اس کا ارشاد ہے:

﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٨﴾﴾

اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ آل عمران: 18

اللہ تعالی نے سیدنا عیسی علیہ السلام کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالی سے ان الفاظ میں مخاطب ہوں گے:

﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ

الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾

اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے۔المائدہ:118

اور اللہ تعالی نے سیدنا موسی علیہ السلام سے جب وہ طور پہاڑ کے ایک کنارے پر تھے ان کو پکارتے ہوئے فرمایا:

﴿يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٩﴾﴾

موسیٰ! سن بات یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں غالب باحکمت۔النمل:9

اللہ تعالی نے قرآن عظیم کو بھی "حکمت" سے متصف قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿الر ۚ كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ﴿١﴾﴾

الرٰ، یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں، پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے۔ھود:1

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۗ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَّدْحُورًا ﴿٣٩﴾﴾

یہ بھی منجملہ اس وحی کے ہے جو تیری جانب تیرے رب نے حکمت سے اتاری ہے۔ تو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بنانا کہ ملامت خوردہ اور راندۂ درگاہ کر کے دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ الاسراء:39

22- انبیائے کرام علیہم السلام صرف اللہ تعالی کے دین و شریعت کی تبلیغ کے معاملے میں ہی معصوم نہیں تھے، بلکہ ہر اس چیز کے معاملے میں معصوم تھے جن کا عقل انسانی اور فطرت سلیمہ اباوانکار کرتی ہے، وہ اللہ تعالی کے احکام کو اس کے بندوں تک پہنچا دینے کے مکلف بنائے گئے تھے، ان کے اندر ربوبیت والوہیت کی ذرہ برابر بھی خصوصیت نہیں تھی، وہ بھی دیگر انسانوں کی طرح ہی بس انسان تھے جن کی طرف اللہ تعالی نے اپنے پیغامات کی وحی فرمائی تھی۔

انبیا و رسل علیہم السلام اللہ تعالی کے پیغامات کی تبلیغ و ترسیل میں بالکل معصوم تھے، کیونکہ وہ اس مشن کے لیے اپنے بہترین بندوں کا انتخاب فرماتا رہا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٧٥﴾﴾

فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو اللہ ہی چھانٹ لیتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔الحج:75

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ ٱصْطَفَىٰٓ ءَادَمَ وَنُوحًا وَءَالَ إِبْرَٰهِيمَ وَءَالَ عِمْرَٰنَ عَلَى ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٧٥﴾﴾

بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام جہان کے لوگوں میں سے آدم (علیہ السلام) کو اور نوح (علیہ السلام) کو اور ابراہیم (علیہ السلام) کے خاندان اور عمران کے خاندان کو منتخب فرمالیا ہے۔آل عمران:33

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ قَالَ يَٰمُوسَىٰٓ إِنِّي ٱصۡطَفَيۡتُكَ عَلَى ٱلنَّاسِ بِرِسَٰلَٰتِي وَبِكَلَٰمِي فَخُذۡ مَآ ءَاتَيۡتُكَ وَكُن مِّنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ١٤٤ ﴾

ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! میں نے پیغمبری اور اپنی ہمکلامی سے اور لوگوں پر تم کو امتیاز دیا ہے، تو جو کچھ تم کو میں نے عطا کیا ہے اس کو لو اور شکر کرو۔ الاعراف: 144

انبیا و رسل علیہم السلام یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ جو کچھ نازل ہوتا ہے وحی الہی ہے، وہ فرشتوں کو وحی لاتے ہوئے بچشم خویش دیکھا بھی کرتے تھے، اللہ تعالی کہتا ہے:

﴿عالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ٢٦ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ٢٧ لِّيَعْلَمَ أَن قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ٢٨ ﴾

وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا(26)۔

سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کرلے لیکن اس کے بھی آگے پیچھے پہرے دار مقرر کردیتا ہے(27)۔

تاکہ ان کے اپنے رب کے پیغام پہنچا دینے کا علم ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے ان کے آس پاس (کی تمام چیزوں) کا احاطہ کر رکھا ہے اور ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے (28)۔ الجن: 26-28

اللہ تعالی نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے رب کا پیغام پہنچا دیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٦٧﴾﴾

اے رسول! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجیے، اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچا لے گا، بے شک اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ المائدہ: 67

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ ٱلرُّسُلِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٦٥﴾﴾

ہم نے انہیں رسول بنایا ہے خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر رہ نہ جائے، اللہ تعالی بڑا غالب اور بڑا باحکمت ہے۔ النساء: 165

انبیا و رسل علیہم السلام اللہ تعالی سے دنیا کے تمام لوگوں سے کہیں زیادہ ڈرتے تھے، اس لیے وہ اللہ کے پیغامات میں ذرہ برابر کمی بیشی کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۝٤٤ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝٤٥ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝٤٦ فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۝٤٧﴾

اور اگر یہ ہم پر کوئی بھی بات بنالیتا (44)

تو البتہ ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے (45)

پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے (46)

پھر تم میں سے کوئی بھی مجھے اس سے روکنے والا نہ ہوتا (47) الحاقۃ: 44-47

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی

نے بتایا ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا کہ یہ کفار و مشرکین سوچتے ہیں ہم پر جھوٹ باندھتے اور ہمارے پیغام میں ذرہ برابر بھی کمی بیشی کر دیتے یا اپنی طرف سے کچھ کہہ کر ہماری طرف منسوب کر دیتے (حالاں کہ وہ ایسا کرنے کی سوچ بھی نہیں سکتے) تو ہم ان کو بہت جلد عذاب میں گرفتار کر دیتے، اسی لیے {لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ} فرمایا یعنی ہم اسے عذاب داہنے ہاتھ سے دیتے، کیوں کہ داہنے ہاتھ کی گرفت زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔ اور ایک قول کے مطابق اس کا معنی یہ ہے کہ: ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ ٱتَّخِذُونِى وَأُمِّىَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَٰنَكَ مَا يَكُونُ لِىٓ أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِى بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُۥ فَقَدْ عَلِمْتَهُۥ ۚ تَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِى وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ ٱلْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَآ أَمَرْتَنِى بِهِۦٓ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾﴾

جب اللہ تعالی (قیامت کے دن) کہے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسی (علیہما

السلام)! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے علاوہ معبود بنالو؟ وہ کہیں گے: تیری ذات پاک ہے، ایسا کیوں کر ہو سکتا ہے کہ میں وہ بات کہوں جسے کہنے کا میرا کوئی حق ہی نہیں بنتا؟ اگر میں نے ایسا کہا تھا تو پھر تو اچھی طرح جانتا ہے، کیوں کہ تو میرے دل کی بات بھی اچھی طرح جانتا ہے، لیکن میں نہیں جانتا کہ تیرے دل میں کیا ہے، بے شک تو غیب کی باتوں کو بخوبی جانتا ہے، میں نے تو ان سے وہی بات کہی تھی جسے کہنے کا تو نے مجھے حکم دیا تھا، میں نے ان سے کہا تھا کہ اس اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے، جب تک میں ان کے درمیان رہا ان پر گواہ رہا، پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا نگہبان رہا اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔المائدہ:116-117

انبیاورسل علیہم السلام پر اللہ تعالی کا یہ خصوصی فضل وکرم بنا رہا کہ اس نے انہیں اپنے پیغامات کی تبلیغ کی راہ میں ثابت قدمی عطا فرمائی، ارشاد ربانی ہے:

﴿قَالَ إِنِّي أُشْهِدُ اللَّهَ وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٥٤﴾ مِنْ دُونِهِ فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُونِ ﴿٥٥﴾ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٥٦﴾﴾

کہا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں ہر اس چیز سے بری ہوں جس کو تم اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہو (54) تو ٹھیک ہے تم سب مل کر میرے خلاف چالیں چلو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو (55)۔

میرا بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر ہی ہے، جو میرا اور تم سب کا پروردگار ہے، جتنے بھی پاؤں دھرنے والے ہیں سب کی پیشانی وہی تھامے ہوئے ہے، یقیناً میرا رب بالکل صحیح راہ پر ہے (56)۔ ھود: 54-56

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَإِن كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَّاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَا أَن ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ﴿٧٤﴾ إِذًا لَّأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ﴿٧٥﴾﴾

یہ لوگ آپ کو اس وحی سے جو ہم نے آپ پر اتاری ہے بہکانا چاہتے ہیں تاکہ آپ اس کے سوا کچھ اور ہی ہمارے نام سے گھڑ گھڑا لیں، تب تو آپ کو یہ لوگ اپنا ولی ودوست بنا لیتے (73)۔

اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو بہت ممکن تھا کہ ان کی طرف قدرے

مائل ہو ہی جاتے (74)۔

پھر تو ہم بھی آپ کو دوہرا عذاب دنیا کا کرتے اور دوہرا ہی موت کا، پھر آپ تو اپنے لیے ہمارے مقابلے میں کسی کو مددگار بھی نہ پاتے (75)۔ الاسراء: 75-73

یہ اور اس سے پہلے کی آیات کریمہ اس بات کی شاہد و دلیل ہیں کہ قرآن اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے، کیوں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی یا گھڑی ہوئی کتاب ہوتی تو اس میں اس طرح کا کلام نہ ہوتا جو خود انہی کو مخاطب کرتا ہے۔

اللہ تعالی، لوگوں کے شر سے اپنے رسولوں کی خود حفاظت کرتا ہے، وہ کہتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٦٧﴾﴾

اے رسول! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجیے، اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچا لے گا، بے شک اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت

نہیں دیتا۔ المائدہ: 67

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُم مَّقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ ﴿٧١﴾﴾

اور آپ ان کو نوح ﴿علیہ السلام﴾ کا قصہ پڑھ کر سنائیے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم کو میرا رہنا اور احکام الٰہی کی نصیحت کرنا بھاری معلوم ہوتا ہے تو میرا تو اللہ ہی پر بھروسہ ہے، تم اپنی تدبیر مع اپنے شرکا کے پختہ کرلو، پھر تمہاری تدبیر تمہاری گھٹن کا باعث نہیں ہونی چاہیے، پھر میرے ساتھ کر گزرو اور مجھ کو مہلت نہ دو۔ یونس: 71

اللہ تعالی نے سیدنا موسی علیہ السلام کے قول کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: ان دونوں نے کہا: اے ہمارے پروردگار! ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہم سے بدتمیزی یا سرکشی کرے گا، اللہ تعالی نے کہا: تم دونوں کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ میں تمہارے ساتھ رہوں گا اور تمہاری باتیں سنتا اور تمہاری حفاظت

کرتا رہوں گا۔ طہ: 45- 46 یوں اللہ تعالی نے واضح کر دیا ہے کہ وہ اپنے رسولوں کی ان کے دشمنوں سے حفاظت کرتا ہے، اس لیے وہ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا پاتے، اللہ تعالی نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ وہ اپنی وحی کی حفاظت کرتا ہے، اس لیے اس میں کمی بیشی ہر گز نہیں کی جاسکتی، اللہ تعالی کہتا ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝٩﴾

ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ الحجر: 9

انبیا علیہم السلام ہر اس چیز سے محفوظ و مامون ہیں جو عقل اور اخلاق کے مخالف ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تزکیہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝٤﴾

اور بیشک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے۔ القلم: 4

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے بارے میں یہ بھی فرمایا:

﴿وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ۝٢٢﴾

اور تمہارا ساتھی دیوانہ نہیں ہے۔۔ التکویر: 22

اور ایسا اس لیے تاکہ وہ رسالت کی ادائیگی بہترین انداز سے کر سکیں، یاد رکھنا چاہیے کہ انبیا علیہم السلام صرف اللہ تعالی کے احکام کو اس کے بندوں تک پہنچانے کے مکلف و ذمہ دار ہیں،ان کے اندر ربوبیت یا الوہیت کے امتیازات میں سے کوئی بھی امتیاز نہیں ہے، بلکہ وہ دیگر انسانوں کی طرح کے محض انسان ہیں جن کی طرف اللہ تعالی نے اپنے پیغامات کی وحی فرمائی تھی،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَمَا كَانَ لَنَا أَن نَّأْتِيَكُم بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾﴾

ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا کہ یہ تو سچ ہے کہ ہم تم جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے،اللہ کے حکم کے بغیر ہماری مجال نہیں کہ ہم کوئی معجزہ تمہیں لا دکھائیں اور ایمان والوں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ابراہیم: 11

اللہ تعالی نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ اپنی قوم سے کہہ دیں:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾﴾

آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔ الكهف:110

23- اسلام، عبادت کے تمام بڑے اصولوں کے ساتھ، تنہا اللہ کی عبادت کرنے کی دعوت دیتا ہے، اور وہ اصول یہ ہیں: نماز

ہے جو قیام، رکوع، سجود، ذکر الہی، ثنائے الہی اور دعا پر مشتمل ہے، جسے انسان رات دن میں پانچ بار ادا کرتا ہے اور جس کی ادائیگی کے دوران جب مال دار و فقیر اور راجہ و رعیت سب ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں تو ان کے درمیان کا ہر فرق و امتیاز مٹ جاتا

ہے، انہی اصولوں میں سے زکوۃ ہے، زکوۃ: مال کی وہ تھوڑی سی مقدار ہے جو اللہ تعالی کی مقرر کردہ شرطوں اور پیمانوں کے مطابق سال میں ایک بار مال داروں سے لی جاتی ہے اور غریبوں وغیرہ میں تقسیم کردی جاتی ہے، روزہ بھی انہی اصولوں میں سے ہے، اور روزہ رمضان کے دنوں میں ہر طرح کے نواقض روزہ سے اجتناب کرنے کا نام ہے، یہ انسان کے دل میں قوت ارادی اور صبر کا مادہ پیدا کرتا ہے۔ حج بھی انہی اصولوں میں سے ہے، اس عبادت کا بجالانا ایسے شخص پر عمر بھر میں بس ایک بار واجب ہے جو مکہ مکرمہ میں واقع اللہ کے گھر کعبۂ مقدس کی زیارت کرنے پر جسمانی اور مالی اعتبار سے قادر ہو، یہ ایسی عبادت ہے جس میں تمام لوگ صرف اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہونے میں برابر ہو جاتے ہیں اور جس کی ادائیگی کے دوران سارے امتیازات وانتسابات

کے قلعے زمیں بوس ہو جاتے ہیں۔

اسلام، تمام چھوٹی بڑی عبادتوں کو اللہ تعالی کے لیے خاص کرنے کا حکم اور دعوت دیتا ہے، جن عظیم عبادتوں کا ذکر ہم آئندہ سطور میں کرنے جا رہے ہیں، ان کو اللہ تعالی نے تمام نبیوں اور رسولوں علیہم السلام پر واجب کیا تھا:

پہلی عبادت نماز ہے جسے اللہ تعالی نے تمام مسلمانوں پر اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح سارے نبیوں اور رسولوں علیہم السلام پر کیا تھا، چنانچہ اللہ تعالی نے اپنے نبی ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اللہ کے گھر کو طواف کرنے والوں، نماز پڑھنے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجدے کرنے والوں کے لیے پاک صاف کر دیں، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿١٢٥﴾﴾

ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے ثواب اور امن وامان کی جگہ بنائی، تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کرلو، ہم نے ابراہیم ﴿علیہ السلام﴾ اور اسماعیل

﴿علیہ السلام﴾ سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو۔ البقرہ: 125

جب اللہ تعالی نے سیدنا موسی علیہ السلام کو پہلی بار پکارا تو ان پر نماز فرض کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۖ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿١٢﴾ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ﴿١٣﴾ إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ﴿١٤﴾ ﴾

یقیناً میں ہی تیرا پروردگار ہوں تو اپنی جوتیاں اتار دے، کیونکہ تو پاک میدان طویٰ میں ہے (12)

اور میں نے تجھے منتخب کر لیا، اب جو وحی کی جائے اسے کان لگا کر سن (13)

بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں، پس تو میری ہی عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔ (14)۔ طٰہ: 12-14

مسیح علیہ السلام نے بھی بتایا کہ اللہ تعالی نے انہیں نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے خبر دی ہے، انہوں نے کہا:

﴿وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾﴾

اور اس نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں بھی میں ہوں، اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک بھی میں زندہ رہوں۔ مریم: 31

اسلامی نماز قیام ورکوع، سجود، ذکر الہی، ثنائے ربانی اور دعا پر مشتمل ہوتی ہے۔ اسے ایک مسلمان کو دن رات میں پانچ بار ادا کرنا ہوتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴿٢٣٨﴾﴾

نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو۔ البقرہ: 238

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا: نماز کو قائم کریں آفتاب کے ڈھلنے سے لے

کر رات کی تاریکی تک اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی، یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے۔ الاسراء: 78 اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: (فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ عَزَّ وَجَلَّ وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ) رہا رکوع تو اس میں اللہ تعالی کی عظمت بیان کرو اور جہاں تک معاملہ ہے سجدوں کا تو ان میں خوب دعائیں کرو کیونکہ سجدوں کی دعاؤں کی قبولیت کی امید بہت زیادہ ہوتی ہے۔ صحیح مسلم

دوسری عبادت زکوۃ ہے جس کو اللہ تعالی نے مسلمانوں پر اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح تمام نبیوں اور رسولوں علیہم السلام پر کیا تھا۔ زکوۃ اللہ تعالی کے مقرر کردہ اندازوں اور شرطوں کے مطابق سال بھر میں ایک بار امیروں سے لے کر غریبوں وغیرہ میں تقسیم کیے جانے والے تھوڑے سے مال کو کہتے ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٣﴾﴾

آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجیے، جس کے ذریعے سے آپ ان کو پاک صاف کردیں اور ان کے لیے دعا کیجیے، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے

موجب اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے۔ التوبۃ: 103

اور جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تھا تو ان سے فرمایا تھا: «إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمِ الَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حِجَابٌ» "تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں، تم انہیں سب سے پہلے اس بات کی دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالی نے ان پر دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو انہیں خبر دینا کہ اللہ تعالی نے ان کے مال پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے امیروں سے لے کر انہی کے غریب لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو زکوۃ میں ان کا بہترین مال ہر گز نہ لینا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ

تعالی کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہے"۔ اسے ترمذی (625) نے روایت کیا ہے۔

تیسری عبادت روزہ ہے جسے اللہ تعالی نے مسلمانوں پر اسی طرح فرض کیا ہے، جس طرح تمام انبیا و رسل علیہم السلام پر فرض کیا تھا، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾﴾

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ البقرہ: 183

ماہ رمضان کے دنوں میں ہر طرح کی روزہ توڑنے والی چیزوں سے رک جانے کو روزہ کہتے ہیں، روزہ انسان کے اندر قوت ارادی اور صبر کا مادہ پیدا کرتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: «يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ» "اللہ تعالی کہتا ہے: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، بندہ میرے لیے اپنی شہوت

اور کھان پان کو چھوڑ دیتا ہے، روزہ ڈھال ہے اور روزہ دار کے لیے دو خصوصی خوشیاں ہیں: ایک افطار کرتے وقت ہوتی ہے اور دوسری خوشی اس وقت حاصل ہوگی، جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا"۔ صحیح بخاری:7492

چوتھی عظیم ترین عبادت حج ہے، اسے بھی اللہ تعالی نے مسلمانوں پر اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح تمام نبیوں اور رسولوں علیہم السلام پر فرض کیا تھا، اللہ تعالی نے اپنے نبی و خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حج کی منادی کرنے کا حکم دیا تھا، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿٢٧﴾﴾

اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے، لوگ تیرے پاس پاپیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی اور دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے۔ الحج: 27

ان کو اللہ تعالی نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ وہ حاجیوں کے لیے بیت اللہ کو پاک صاف رکھیں، چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ

بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿٢٦﴾

اور جب کہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو کعبہ کے مکان کی جگہ مقرر کر دی اس شرط پر کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف، قیام، رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھنا۔الحج:26

حج: مخصوص اعمال کی انجام دہی کے لیے مکہ مکرمہ میں واقع بیت اللہ کی زیارت کرنے کو کہتے ہیں، یہ عمر بھر میں صرف ایک بار ایسے شخص پر واجب ہے جو وہاں تک پہنچنے کا خرچ اور قوت رکھتا ہو، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٩٧﴾

"اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔ اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے"۔آل عمران:97

حج میں مسلمان حجاج کرام اخلاص کا پیکر بن کر صرف اللہ تعالی کی عبادت بجا لانے کے لیے ایک ہی جگہ جمع ہوتے ہیں اور سب ایسے بے نظیر طریقے سے حج کے مناسک ادا کرتے ہیں جس سے ماحول، ثقافت اور مالی حالت کے سارے

فرق اور پیمانے مٹ جاتے ہیں۔

24-اسلامی عبادات کا اہم ترین خاصہ یہ ہے کہ ان کی ادائیگی کی ساری کیفیات، اوقات اور شرائط بذات خود اللہ تعالی کے مقرر کیے ہوئے ہیں جن کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت تک من و عن پہنچادیا ہے، ان میں کمی بیشی کرنے کے لیے کوئی بھی انسان آج تک دخل اندازی نہیں کرسکا ہے اور نہ آئندہ کرسکے گا، یہ تمام بڑی عبادتیں ایسی ہیں جن کی دعوت تمام انبیا و رسل علیہم السلام نے اپنی اپنی امت کو دی تھی۔

اسلامی عبادات کا اہم ترین خاصہ یہ ہے کہ ان کی ادائیگی کی ساری کیفیات، اوقات اور شرائط بذات خود اللہ تعالی کے مقرر کیے ہوئے ہیں جن کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت تک من و عن پہنچادیا ہے، ان میں کمی بیشی کرنے کے لیے کوئی بھی انسان آج تک دخل اندازی نہیں کرسکا ہے اور نہ آئندہ کرسکے گا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ٱلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلۡإِسۡلَٰمَ دِينٗا...﴾

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو پورا کر دیا، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اسلام کو دین کے طور پر چن لیا"۔المائدہ:3

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿فَٱسۡتَمۡسِكۡ بِٱلَّذِيٓ أُوحِيَ إِلَيۡكَۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ ٤٣﴾

پس جو وحی آپ کی طرف کی گئی ہے اسے مضبوط تھامے رہیں، بے شک آپ راہ راست پر ہیں۔الزخرف:43

اللہ تعالی کا نماز کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ١٠٣﴾

پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو اور جب اطمینان پاؤ تو نماز قائم کرو! یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔

النساء:103

اور زکوۃ کے مصارف کے بارے میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱلْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَٱلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِى ٱلرِّقَابِ وَٱلْغَٰرِمِينَ وَفِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝٦٠﴾

صدقے صرف فقیروں کے لیے ہیں اور مسکینوں کے لیے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لیے اور ان کے لیے جن کے دل پرچائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور راہرو مسافروں کے لیے، فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

التوبۃ:60

اور اللہ تعالی نے روزہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلْقُرْءَانُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٍ مِّنَ ٱلْهُدَىٰ وَٱلْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا۟ ٱلْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا۟ ٱللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَىٰكُمْ

وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ ﴿١٨٥﴾

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے، ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو، اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں، وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔البقرہ:185

اور حج کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

﴿ٱلۡحَجُّ أَشۡهُرٞ مَّعۡلُومَٰتٞۚ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ ٱلۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي ٱلۡحَجِّۗ وَمَا تَفۡعَلُواْ مِنۡ خَيۡرٖ يَعۡلَمۡهُ ٱللَّهُۗ وَتَزَوَّدُواْ فَإِنَّ خَيۡرَ ٱلزَّادِ ٱلتَّقۡوَىٰۖ وَٱتَّقُونِ يَٰٓأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَٰبِ ﴿١٩٧﴾

حج کے مہینے مقرر ہیں اس لیے جو شخص ان میں حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے، تم جو نیکی کرو گے اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے اور اے عقل مندو! مجھ سے ڈرتے رہا

کرو۔البقرہ:197

ان تمام عظیم عبادتوں کی طرف دعوت تمام نبیوں اور رسولوں علیہم السلام نے دی ہے۔

25-اسلام کے پیغمبر کا نام نامی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ہے جو سیدنا اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے خاندان سے تھے، آپ کی پیدائش مکہ میں 571 عیسوی میں ہوئی اور وہیں پر نبوت ورسالت سے سرفراز ہوئے، پھر ہجرت کرکے مدینے چلے گئے، آپ نے بت پرستی کے کسی بھی معاملے میں اپنی قوم کا ساتھ نہیں دیا لیکن دیگر بہت سے کارہائے خیر میں ان کا بہت ہاتھ بٹایا، آپ اپنی بعثت سے پہلے بھی اخلاق فاضلانہ سے متصف تھے اور یہی وجہ تھی کہ لوگ آپ کو امین و صادق کہہ کر پکارا کرتے تھے، جب آپ کی عمر چالیس برس کی ہوئی تو اللہ تعالی نے آپ کو نبوت

ورسالت سے نوازا اور بہت سارے عظیم معجزات سے آپ کی تائید فرمائی، جن میں سے سب سے اہم اور سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے، یہی قرآن تمام انبیا ورسل علیہم السلام کا بھی سب سے بڑا معجزہ ہے اور آج تک باقی رہنے والی ان کی سب سے بڑی نشانی بھی یہی ہے، پھر جب اللہ تعالی نے اپنے دین و شریعت کی تکمیل فرمادی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پوری امانت داری کے ساتھ اپنی امت تک پہنچادیا تو 63 سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہو گیا اور مدینہ نبویہ میں مدفون ہوئے، اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلسلۂ انبیا ورسل علیہم السلام کی سب سے آخری کڑی تھے جن کو اللہ تعالی نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لیے مبعوث فرمایا تھا کہ آپ دنیا کے لوگوں کو بت پرستی اور کفر وجہالت کے اندھیروں سے نکال کر توحید وایمان کی روشنی

میں لے آئیں، اللہ تعالی نے آپ کے بارے میں یہ گواہی دی ہے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حکم سے اپنا داعی بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔

اسلام کے پیغمبر کا نام نامی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، آپ سیدنا اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے خاندان سے تھے، آپ کی پیدائش مکہ میں 571 عیسوی میں ہوئی اور وہیں پر نبوت و رسالت سے سرفراز ہوئے، پھر ہجرت کرکے مدینے چلے گئے، آپ نے بت پرستی کے کسی بھی معاملے میں اپنی قوم کا ساتھ نہیں دیا لیکن دیگر بہت سے کارہائے خیر میں ان کا بہت ہاتھ بٹایا۔ آپ کی قوم کے لوگ آپ کو امین و صادق کہہ کر پکارا کرتے تھے، آپ اپنی بعثت سے پہلے بھی اخلاق فاضلانہ سے متصف تھے، آپ کو رب کائنات نے صاحب "خلق عظیم "ہونے کی سند عطا فرمائی ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝٤﴾

اور بے شک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے۔ القلم: 4

جب آپ کی عمر چالیس برس کی ہوئی تو اللہ تعالی نے آپ کو نبوت و رسالت

سے نوازا اور بہت سارے عظیم معجزات سے آپ کی تائید فرمائی جن میں سے سب سے اہم اور سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «مَا مِنَ الأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلهُ آمَنَ عَلَيْهِ البَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ القِيَامَةِ» "ہر نبی کو اللہ تعالی نے کوئی نہ کوئی معجزہ ضرور عطا کیا اور اسی حساب سے لوگ اس پر ایمان لے آئے اور چونکہ اللہ تعالی نے مجھ پر ایک ایسی کتاب (قرآن کریم) وحی کی ہے جو تمام معجزات سے بڑا معجزہ ہے اس لیے مجھے امید ہے کہ میرے پیروکاروں کی تعداد قیامت کے دن سب سے زیادہ ہوگی"۔ صحیح بخاری قرآن عظیم اللہ تعالی کی طرف سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی ہوئی کتاب ہے، اللہ تعالی اس کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝٢﴾

اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں، پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔ البقرہ:2

جس کے بارے میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا

فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿٨٢﴾

کیا یہ لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔النساء: 82

اللہ تعالیٰ نے تمام جنوں اور انسانوں کو چیلنج دیا کہ اس جیسی کتاب گھڑ کر پیش کر دیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿٨٨﴾

کہہ دیجیے کہ اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان سب سے اس کے مثل لانا ناممکن ہے، گو وہ (آپس میں) ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔الاسراء: 88

پھر یہ چیلنج دیا کہ اس کے جیسی صرف دس سورتیں ہی بنا کر لے آئیں، اللہ تعالیٰ نے کہا:

﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٣﴾

کیا یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو اسی نے گھڑا ہے، جواب دیجیے کہ پھر تم بھی اسی کی مثل دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے چاہو اپنے ساتھ بلا بھی لو اگر تم سچے ہو۔ ھود: 13

اتنے ہی پر بس نہیں کیا بلکہ یہ چیلنج دیا کہ اس کی مثل صرف ایک سورہ گھڑ کر لے آئیں، فرمایا: ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے، اس میں اگر تمہیں شک ہو اور تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ، تمہیں اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو۔ البقرہ: 23

یہی قرآن عظیم انبیا علیہم السلام کی آج تک باقی رہنے والی سب سے بڑی اکیلی نشانی بھی ہے، پھر جب اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے ذریعے اپنے دین و شریعت کی تکمیل فرمادی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے اسے پوری امانت داری کے ساتھ اپنی امت تک پہنچادیا تو 63 سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہو گیا اور مدینہ نبویہ میں مدفون ہوئے۔

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ و سلم اللہ کے نبیوں اور رسولوں کے سلسلۂ زریں کی آخری کڑی تھے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَـٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ

وَخَاتَمَ النَّبِيِّنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾

(لوگو!) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد ﴿صلی اللہ علیہ وسلم﴾ نہیں ہیں، بلکہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا (بخوبی) جاننے والا ہے۔ الاحزاب:40

اور سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ» "میری اور مجھ سے پہلے کے نبیوں کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے ایک بہت خوب اور بے حد خوبصورت گھر بنایا مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس کے چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھنے لگے اور اس پر حیرت کا اظہار کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں جوڑی گئی؟! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہی اینٹ ہوں، میں ہی آخری نبی ہوں"۔ صحیح بخاری انجیل میں سیدنا مسیح علیہ السلام نے اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت سناتے ہوئے کہا ہے: "جس پتھر کو جوڑنے سے

معماروں نے منع کر دیا، وہی اس گھر کا سر تاج بن گیا، کیا تم نے کبھی کتابوں میں نہیں پڑھا؟: ان سے عیسی (علیہ السلام) نے کہا: کہ پروردگار کی طرف سے ایسا ہوا، اور یہ ہماری آنکھوں کے لیے بڑا عجیب ہے"۔ آج کی موجودہ تورات میں بھی وہ بات درج ہے جو اللہ تعالی نے سیدنا موسی علیہ السلام سے کہی تھی: "میں ان کے ہی بھائیوں میں سے تیرے جیسا ایک نبی مبعوث کروں گا، اس کے منہ میں اپنا کلام ڈالوں گا اور وہ بس وہی بات کہے گا جس کی میں اسے حکم دوں گا"۔

اللہ تعالی نے اپنے رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تھا، اللہ تعالی نے آپ کے بارے میں خود یہ گواہی دی ہے کہ آپ حق پر ہیں اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حکم سے اپنا داعی بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔

﴿لَّٰكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنزَلَ إِلَيْكَ ۖ أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿١٦٦﴾﴾

جو کچھ آپ کی طرف اتارا ہے اس کی بابت خود اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ اسے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بطور گواہ کافی ہے۔ النساء:166

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٢٨﴾﴾

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے ہر دین پر غالب کرے اور اللہ تعالیٰ کافی ہے گواہی دینے والا۔ الفتح:28

اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت کے ساتھ اس لیے بھیجا تھا کہ وہ لوگوں کو بت پرستی، کفر اور جہالت کے اندھیروں سے نکال کر توحید و ایمان کی روشنی میں لے آئیں، ارشاد ربانی ہے:

﴿يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾﴾

جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں جو رضائے رب کے حصول کے امیدوار ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے اور اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہبری کرتا ہے۔ المائدہ:16

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿الر ۚ كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ﴿١﴾﴾

الر! یہ عالی شان کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے کی طرف لائیں، ان کے پروردگار کے حکم سے، زبردست اور تعریفوں والے اللہ کی راہ کی طرف۔ ابراہیم: 1

26- اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت

تمام تر پیغامات الٰہیہ اور شرائع ربانیہ کا خاتمہ ہے وہ ایک ایسی کامل و مکمل شریعت ہے جس میں لوگوں کے دین اور دنیا دونوں کی صلاح و فلاح مضمر ہے، اتنا ہی نہیں بلکہ یہ لوگوں کے ادیان و مذاہب، خون و مال اور عقل و ذریت کی محافظ و نگہبان بھی ہے، اس نے سابقہ تمام شریعتوں پر اسی طرح قلم تنسیخ پھیر دیا ہے جس طرح پہلے کی ایک شریعت دوسری شریعت کو منسوخ کر دیتی تھی۔

اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت تمام تر پیغامات

الہیہ اور شرائع ربانیہ کا خاتمہ ہے،اس کے ذریعے اللہ تعالی نے دین کی تکمیل کر دی اور اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ہی لوگوں پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا، فرمان باری تعالی ہے:

﴿...الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا...﴾

''آج میں نے تمھارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمھارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا''۔المائدہ: 3

اسلامی شریعت ایک کامل و مکمل شریعت ہے جس میں لوگوں کے دین اور دنیا دونوں کی فلاح وکامرانی ہے، کیونکہ یہ تمام سابقہ شریعتوں کی جامع اور ان سب کی تکمیل واتمام ہے،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ﴿٩﴾ ﴾

یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔الاسراء:9

اسلامی شریعت نے لوگوں کے سر سے وہ سارے بوجھ اتار دیے جو سابقہ امتوں کے سروں پر لدے ہوئے تھے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾﴾

جو لوگ ایسے رسول و نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں، سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔الاعراف:157

اسلامی شریعت تمام سابقہ شریعتوں کی ناسخ ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد

ہے:

﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۖ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۚ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ ۖ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٤٨﴾﴾

اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے، اس لیے آپ ان کے آپس کے معاملات میں اسی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے مطابق فیصلہ کیجیے، اس حق سے ہٹ کر ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ جائیے تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک دستور اور راہ مقرر کردی ہے، اگر منظور مولیٰ ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا، لیکن اس کی چاہت ہے کہ جو تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے، تم نیکیوں کی طرف جلدی کرو، تم سب کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے، پھر وہ تمہیں ہر وہ چیز بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہتے ہو۔ المائدہ:

48

پس قرآن کریم جس میں ایک مکمل شریعت موجود ہے سابقہ کتب الہیہ کی تصدیق کرنے والا، ان کا فیصل اور ان کا ناسخ بن کر نازل ہوا ہے۔

27- اللہ تعالی کی نظر میں اس اسلام کے علاوہ کوئی اور دین مقبول نہیں جسے اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین و شریعت کو گلے لگائے گا اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد، اللہ تعالی کی نظر میں اس اسلام کے علاوہ کوئی اور دین مقبول نہیں جسے اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین و شریعت کو گلے لگائے گا اسے اس کی طرف سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٨٥﴾﴾

جو شخص اسلام کے سوااور دین تلاش کرے گااس کا دین ہر گز قبول نہیں کیا جائے گااور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہو گا۔آل عمران:85

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾﴾

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے اور اہل کتاب نے اپنے پاس علم آجانے کے بعد آپس کی سرکشی اور حسد کی بناپر ہی اختلاف کیاہے اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ جو بھی کفر کرے گااللہ تعالیٰ اس کا جلد حساب لینے والا ہے۔آل عمران:19

یہ اسلام، ملت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٣٠﴾﴾

دین ابراہیمی سے وہی بے رغبتی اختیار کرے گا جو محض بے وقوف ہو، ہم نے تو اسے دنیا میں بھی برگزیدہ کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ نیکوکاروں میں سے ہے۔البقرہ:130

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ﴿١٢٥﴾﴾

باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے؟ جو اپنے کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی نیکوکار، ساتھ ہی یکسوئی والے ابراہیم کے دین کی پیروی کر رہا ہو اور ابراہیم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنالیا ہے۔النساء:125

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہنے کا حکم بھی دیا ہے:

﴿قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٦١﴾﴾

آپ کہہ دیجیے کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتا دیا ہے کہ وہ

ایک دین مستحکم ہے جو طریقہ ہے ابراہیم (علیہ السلام) کا جو اللہ کی طرف یکسو تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔الانعام:161

28-قرآن کریم اللہ کی وہ کتاب ہے جسے اس نے اپنے نبی و رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل کیا ہے، وہ بے شک تمام جہانوں کے پروردگار کا کلام ہے، اللہ تعالی نے تمام انسانوں اور جنوں کو چیلنج دیا ہے کہ وہ قرآن جیسی کوئی کتاب یا اس کی کسی سورہ جیسی صرف ایک سورہ ہی بنا کر پیش کر دیں، مگر اس چیلنج کا جواب آج تک کسی سے نہیں بن سکا، حالاں کہ وہ آج بھی بدستور برقرار ہے، قرآن کریم ایسے بہت سے سوالوں کا جواب دیتا ہے جس سے لاکھوں لوگ ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتے ہیں، قرآن کریم آج بھی اسی عربی زبان میں محفوظ ہے جس میں وہ نازل ہوا تھا، اس کا ایک حرف بھی کم نہیں ہوا، وہ مطبوع و منشور

ہے اور ایک ایسی معجز نما عظیم کتاب ہے جس کا مطالعہ کرنا یا کم از کم جس کے ترجمۂ معانی کا مطالعہ کرنا ازحد ضروری ہے، اسی طرح اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، تعلیمات اور سیرت بھی معتمد اور موثوق بہ راویوں کے حوالے سے منقول و محفوظ ہیں، یہ ساری چیزیں بھی اسی عربی زبان میں مطبوع ہیں جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بات چیت کیا کرتے تھے، ان کا ترجمہ بھی دنیا کی بہت ساری زبانوں میں ہوا ہے، قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی دو ایسے مصادر ہیں جن سے اسلامی احکام اور قوانین اخذ کیے جاتے ہیں، اس لیے اسلام کو اس کی طرف منسوب افراد کے اعمال و تصرفات کو دیکھ کر نہیں، بلکہ وحی الٰہی یعنی قرآن و سنت سے لیا جائے گا۔

قرآن کریم وہ کتاب ہے جس کی وحی اللہ تعالی نے اپنے عربی رسول محمد صلی

اللہ علیہ وسلم پر عربی زبان میں کی، یہ کتاب تمام جہانوں کے پاک پروردگار کا کلام ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾﴾

اور بے شک وشبہ یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل فرمایا ہوا ہے (192)۔

اسے امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے (193)۔

آپ کے دل پر اترا ہے کہ آپ آگاہ کر دینے والوں میں سے ہو جائیں (194)۔

صاف عربی زبان میں ہے (195)۔الشعراء:192-195

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ﴿٦﴾﴾

بے شک آپ کو اللہ حکیم وعلیم کی طرف سے قرآن سکھایا جارہا ہے۔ النمل:6

یہ قرآن اللہ تعالی کی نازل کردہ اور اللہ کی اتاری ہوئی سابقہ کتابوں کی

تصدیق کرنے والی کتاب ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا كَانَ هَٰذَا الْقُرْآنُ أَن يُفْتَرَىٰ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝٣٧﴾

اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ اللہ (کی وحی) کے بغیر (اپنے ہی سے) گھڑ لیا گیا ہو، بلکہ یہ تو (ان کتابوں کی) تصدیق کرنے والا ہے جو اس سے قبل (نازل) ہو چکی ہیں اور کتاب (احکام ضروریہ) کی تفصیل بیان کرنے والا ہے، اس میں کوئی بات شک کی نہیں کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ یونس:37

قرآن کریم بہت سارے ایسے دینی مسائل کی تفصیل بیان کرتا ہے جن میں یہود و نصاری دینی بنیاد پر آپس میں اختلاف کر چکے ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝٧٦﴾

یقیناً یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے ان اکثر چیزوں کا بیان کر رہا ہے جن میں یہ اختلاف کرتے ہیں۔ النمل:76

قرآن کریم کے اندر، اللہ تعالی، اس کے دین اور اس کی جزا سے متعلق حقائق کی معرفت و پہچان پر بے شمار ایسے دلائل و براہین ہیں جن سے تمام لوگوں پر حجت تمام ہو جاتی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَـٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾﴾

اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی مثالیں بیان کر دی ہیں، کیا عجب کہ وہ نصیحت حاصل کر لیں۔ الزمر: 27

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿...وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ﴾

"اور ہم نے آپ پر وہ کتاب اتاری ہے جو ہر چیز کا وضاحت نامہ اور مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت اور خوش خبری ہے"۔ النحل: 89

قرآن کریم بہت سارے ایسے اہم سوالوں کا اس انداز سے جواب دیتا ہے جو لاکھوں لوگوں کو حیرت میں ڈال دیتا ہے، جیسے وہ پورے یقین واعتماد کے ساتھ

بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کو کیسے پیدا کیا، ارشاد ہے:

﴿أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٠﴾﴾

کیا کافروں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین باہم ملے جلے تھے، پھر ہم نے انہیں ایک دوسرے سے جدا کیا اور ہر زندہ چیز کو ہم نے پانی سے پیدا کیا، کیا یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔الانبیاء:30

وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کو کیسے پیدا کیا، ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِن مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ۖ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ﴿٥﴾﴾

لوگو! اگر تمہیں مرنے کے بعد جی اٹھنے میں شک ہے تو سوچو ہم نے تمہیں

مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر خون بستہ سے، پھر گوشت کے لوتھڑے سے جو صورت دیا گیا تھا اور بے نقشہ تھا۔ یہ ہم تم پر ظاہر کر دیتے ہیں اور ہم جسے چاہیں، ایک ٹھہرائے ہوئے وقت تک رحم مادر میں رکھتے ہیں پھر تمہیں بچپن کی حالت میں دنیا میں لاتے ہیں پھر تاکہ تم اپنی پوری جوانی کو پہنچو، تم میں سے بعض تو وہ ہیں جو فوت کر لیے جاتے ہیں اور بعض بے غرض عمر کی طرف پھر سے لوٹا دیے جاتے ہیں کہ وہ ایک چیز سے باخبر ہونے کے بعد پھر بے خبر ہو جائے، تو دیکھتا ہے کہ زمین (بنجر اور) خشک ہے پھر ہم اس پر بارشیں برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی رونق دار نباتات اگاتی ہے۔ (الحج:5)۔

قرآن کریم یہ بھی بتاتا ہے کہ اس زندگی کے بعد انسان کا آخری ٹھکانہ کہاں ہوگا اور نیک و بد انسان کی جزاو سزا کیا ہوگی۔ اس مسئلے پر فقرہ (20) کے تحت دلیلیں بیان کی جاچکی ہیں، یہ اس سوال کا جواب بھی دیتا ہے کہ یہ اس کائنات کا وجود بس اتفاقیہ ہے یا کسی اعلی مقصد کے تحت اسے وجود میں لایا گیا ہے؟ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿أَوَلَمْ يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ

مِن شَيْءٍ وَأَنْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٥﴾

اور کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور دوسری چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کی ہیں اور اس بات میں کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب ہی آ پہنچی ہو، پھر قرآن کے بعد کون سی بات پر یہ لوگ ایمان لائیں گے؟
الاعراف:185

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾﴾

کیا تم یہ گمان کیے بیٹھے ہو کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔المومنون:115

قرآن کریم آج بھی اسی زبان میں محفوظ ہے جس میں نازل ہوا تھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾﴾

ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ الحجر: 9

آج تک اس سے ایک حرف بھی کم نہ ہوا اور یہ ناممکن ہے کہ اس میں ذرا بھی تناقض یا نقص یا تبدیلی واقع ہو جائے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿٨٢﴾﴾

کیا یہ لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔ النساء: 82

وہ مطبوع و منشور ہے اور ایک ایسی معجز نما عظیم کتاب ہے جس کا مطالعہ کرنا یا سننا یا کم از کم جس کے ترجمۂ معانی کا مطالعہ کرنا از حد ضروری ہے، اسی طرح اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، تعلیمات اور سیرت بھی معتمد اور موثوق بہ راویوں کے حوالے سے منقول و محفوظ ہیں، یہ ساری چیزیں بھی اسی عربی زبان میں مطبوع ہیں جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بات چیت کیا کرتے تھے، ان کا ترجمہ بھی دنیا کی بہت ساری زبانوں میں ہوا ہے، قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی دو ایسے مصادر ہیں جن سے اسلامی احکام اور قوانین اخذ کیے جاتے ہیں، اس لیے اسلام کو اس کی طرف منسوب

افراد یعنی مسلمانوں کے اعمال و تصرفات کو دیکھ کر نہیں، بلکہ وحی الٰہی یعنی قرآن وسنت سے لیا جائے گا، اللہ تعالی قرآن کی شان میں فرماتا ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ بِٱلذِّكۡرِ لَمَّا جَآءَهُمۡۖ وَإِنَّهُۥ لَكِتَٰبٌ عَزِيزٞ ٤١ لَّا يَأۡتِيهِ ٱلۡبَٰطِلُ مِنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهِۦۖ تَنزِيلٞ مِّنۡ حَكِيمٍ حَمِيدٖ ٤٢﴾

بے شک جن لوگوں نے ذکر (قرآن) کے ان کے پاس آجانے کے بعد کفر کیا، جب کہ یہ ایک ایسی غالب و محکم کتاب ہے کہ باطل نہ اس کے سامنے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے، یہ تو حکمت والے بے انتہا تعریف کے لائق اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے۔ فصلت: 41-42

اللہ تعالی نے اپنے نبی کی سنت کی شان میں فرمایا کہ وہ بھی اللہ تعالی کی وحی ہے:

﴿...وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمۡ عَنۡهُ فَٱنتَهُواْۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۖ إِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلۡعِقَابِ﴾

"اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ تمہیں دے اسے لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے باز رہو اور اللہ تعالی سے ڈرو، کیونکہ بے شک اللہ تعالی

بہت سخت عذاب والا ہے"۔الحشر: 7

29- اسلام والدین سے خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں، حسن سلوک کا حکم دیتا اور اولاد کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آنے کی وصیت کرتا ہے۔

اسلام والدین سے حسن سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾﴾

اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا۔ الاسراء: 23

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾﴾

ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ لقمان:14

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾﴾

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا۔ اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا

ہے، یہاں تک کہ جب وہ پختگی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگا: اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد بھی صالح بنا، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ الاحقاف: 15 وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: «أُمُّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أُمُّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أُمُّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أَبُوكَ» سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں۔ پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: پھر تیری ماں۔ پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: پھر تیری ماں۔ پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: پھر تیرا باپ۔ صحیح مسلم

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا یہ حکم عام ہے یعنی والدین چاہے مسلم ہوں یا غیر مسلم، ان سے بہر حال حسن سلوک کرنا ہے۔ فعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: (قَدِمَتْ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ وَمُدَّتِهِمْ

إِذْ عَاهَدُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ ابْنِهَا فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ، أَفَأَصِلُهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ» سیدہ اسما بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ قریش سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدہ کے زمانے میں میری ماں جو اس وقت تک مشرک تھیں اپنے بیٹے کے ساتھ مجھ سے ملنے آئیں، میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم سے اس بابت استفسار کرتے ہوئے کہا: میری ماں جو مشرک ہیں لیکن اسلام کی طرف مائل ہیں مجھ سے ملنے آئی ہیں کیا میں ان کی خاطر داری کروں؟ فرمایا: ہاں اپنی ماں کی ضرور خاطر داری کرو۔ صحیح بخاری لیکن اگر والدین اپنی اولاد کو اسلام سے پھیر کر کفر کے دامن میں واپس لانے کی کوشش کریں تو اسلام اسے حکم دیتا ہے کہ ایسی صورت میں وہ ان کی اطاعت نہ کرے، بلکہ اللہ تعالی پر ایمان بحال رکھے، ان کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی کا معاملہ کرے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَإِن جَٰهَدَاكَ عَلَىٰٓ أَن تُشۡرِكَ بِي مَا لَيۡسَ لَكَ بِهِۦ عِلۡمٞ فَلَا تُطِعۡهُمَاۖ وَصَاحِبۡهُمَا فِي ٱلدُّنۡيَا مَعۡرُوفٗاۖ وَٱتَّبِعۡ سَبِيلَ مَنۡ أَنَابَ إِلَيَّۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرۡجِعُكُمۡ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمۡ تَعۡمَلُونَ ١٥﴾

اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو توان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو، تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کروں گا۔ لقمان:15

اسلام ایک مسلمان کو قرابت دار یا غیر قرابت دار مشرکین سے اگر اس سے حالت جنگ میں نہ ہوں تو احسان کا معاملہ کرنے سے منع نہیں کرتا، اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٨﴾﴾

جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا، ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ الممتحنۃ:8

اسلام والدین کو اپنی اولاد کی بہترین پرورش وپرداخت کرنے کی تاکیدی حکم دیتاہے،اسلام کا والد کو اس سلسلے میں سب سے بڑا حکم یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اس بات کی تعلیم دے کہ ان پر ان کے پروردگار کے کیا حقوق ہیں، جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچازاد بھائی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: «يَا غُلامُ أَوْ يَا غُلَيِّمُ أَلا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللهُ بِهِنَّ؟ فَقُلْتُ: بَلَى. فَقَالَ: "احْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ أَمَامَكَ تَعَرَّفْ إِلَيْهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ» "اے بچے! یا فرمایا کہ اے ننھے! کیا میں تجھے ایسے چند کلمات نہ سکھادوں جن سے اللہ تعالی تجھے فائدہ عطا کرے؟ میں نے کہا: ضرور۔ فرمایا: اللہ تعالی کو ہر لمحے یاد رکھ، وہ تجھے یاد رکھے گا، اللہ تعالی کو ہر گھڑی یاد رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا، تو خوش حالی میں اسے یاد رکھ وہ تجھے تنگ حالی میں یاد رکھے گا، جب تجھے کچھ مانگنا ہو تو اللہ ہی سے مانگ اور جب مدد طلب کرنی ہو تو اللہ ہی سے طلب کر"۔ اسے احمد (287/4) نے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالی نے والدین کو یہ حکم بھی دیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نفع بخش دینی و دنیوی امور کی تعلیم دیں، اس نے فرمایا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَأَهۡلِيكُمۡ نَارٗا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلۡحِجَارَةُ عَلَيۡهَا مَلَٰٓئِكَةٌ غِلَاظٞ شِدَادٞ لَّا يَعۡصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمۡ وَيَفۡعَلُونَ مَا يُؤۡمَرُونَ ٦﴾

اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔ التحریم:6

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالی کے قول:

﴿...قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا...﴾

"خود کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاو"

کی تفسیر و توضیح میں منقول ہے: "ان کو ادب سکھاؤ اور تعلیم دو"۔ نبی صلیاللہ علیہ وسلم نے والد کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نماز کی تعلیم دے تاکہ نماز اس کی گھٹی میں پڑ جائے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مُرُوا أولاكِم بالصلاةِ وهم أبناءُ سبعِ سِنينَ) "تمہاری اولاد جب سات سال کی

ہو جائے تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو"۔ اسے امام ابو داود نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: «كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْؤولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا والخادمُ راعٍ في مالِ سيِّدِه ومسؤولٌ عن رعيَّتِه وكلُّكم راعٍ ومسؤولٌ عن رعيَّتِه» "تم میں کا ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر کسی سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، امام ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے گھر والوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی جوابدہ ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، نوکر اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے آقا کے مال کے بارے میں پوچھا جائے گا، غرض تم میں کا ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔ صحیح ابن حبان (4490)۔

اسلام نے والد کو اپنی اولاد اور اپنے گھر والوں کا خرچ اٹھانے کا حکم دیا ہے، فقرہ (18) میں ہم اس کا مختصر ذکر بھی کر آئے ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے اولاد کا خرچ اٹھانے کے فضائل بیان کوتے ہوئے فرمایا ہے: «أَفْضَلُ

دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ: دِينَارٌ يُنفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى دَابَّتِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ». قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: " وَبَدَأَ بِالْعِيَالِ ثُمَّ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: وَأَيُّ رَجُلٍ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلَى عِيَالٍ صِغَارٍ يُعِفُّهُمْ أَوْ يَنْفَعُهُمُ اللهُ بِهِ وَيُغْنِيهِمْ" "بہترین دینار وہ ہے جو ایک آدمی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے، اور وہ دینار ہے جو اللہ کی راہ میں وقف کیے ہوئے اپنے سواری کے جانور پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے دوست احباب پر خرچ کرتا ہے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں: اہل و عیال سی شروعات سے کیا، پھر ابو قلابہ نے کہا کہ اجر و ثواب میں اس آدمی سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جو چھوٹے چھوٹے بچوں پر اس لیے خرچ کرتا ہے کہ وہ بھیک مانگنے سے بچ جائیں یا اللہ تعالی اس سے ان کو نفع پہنچائے اور بے نیاز کر دے"۔ صحیح مسلم:994

30- اسلام قول و عمل میں دشمنوں کے ساتھ بھی عدل و انصاف کا اہتمام کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اللہ تعالی اپنے افعال اور اپنے بندوں کے مابین معاملات کی تدبیر میں عدل و انصاف سے متصف ہے، اس نے جو حکم دیا، جس سے منع کیا، جو کچھ پیدا کیا اور

جو تقدیر لکھی، ہر چیز میں وہ راہ راست پر ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٨﴾﴾

اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ آل عمران: 18

اللہ تعالی عدل قائم کرنے کا حکم دیتا ہے، اس کا فرمان ہے:

﴿قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ...﴾

"آپ کہہ دیجیے کہ میرے رب نے مجھے عدل وانصاف قائم کرنے کا حکم دیا ہے"۔ الاعراف: 29

تمام انبیا ورسل علیہم السلام عدل وانصاف قائم کرنے کے لیے آئے تھے، اللہ تعالی کہتا ہے:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ...﴾

"بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتاب و میزان نازل کی تاکہ لوگ عدل پر قائم ہوں"۔الحدید:25

میزان کا مطلب ہے: اقوال اور افعال میں عدل و انصاف کا اہتمام کرنا۔

اسلام قول و عمل میں دشمنوں کے ساتھ بھی عدل و انصاف برقرار رکھنے کا حکم دیتا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَن تَعْدِلُوا ۚ وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٣٥﴾﴾

اے ایمان والو! عدل وانصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور خوشنودی مولا کے لیے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ گو وہ خود تمہارے اپنے خلاف ہو یا اپنے ماں باپ کے یا رشتہ دار عزیزوں کے، وہ شخص اگر امیر ہو تو اور فقیر ہو تو دونوں کے ساتھ اللہ کو زیادہ تعلق ہے، اس لیے تم خواہش نفس کے پیچھے پڑ کر انصاف نہ چھوڑ دینا اور اگر تم نے کج بیانی یا پہلو تہی کی تو جان لو کہ جو کچھ تم کرو گے اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔النساء:135

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝٢﴾

ان لوگوں کی دشمنی جنہوں نے تمہیں مسجد حرام میں داخل ہونے سے روکا تھا تمہیں حد سے تجاوز کرنے پر نہ اکسادے، تم لوگ نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، ظلم وعدوان پر تعاون ہر گزنہ کرو اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالی سخت عذاب والا ہے۔ المائدہ:2

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ...﴾

اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل کام کرنے پر آمادہ نہ کردے، عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے اور اللہ

تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

المائدہ: 8 کیا آپ کو آج کی امتوں کے قوانین یا دوسرے لوگوں کے ادیان و مذاہب میں حق کی شہادت دینے اور ہر حال میں راستی اور سچائی کی ڈگر پر ثابت قدمی کے ساتھ چلتے رہنے کی ایسی تلقین چاہے وہ اپنے نفس، اپنے والدین اور قرابت داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اسلام کے علاوہ کہیں اور دکھائی دیتی ہے؟ کیا اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب بھی دوست دشمن سب کے ساتھ عدل وانصاف کرنے کا حکم دیتا ہے؟

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کے درمیان بھی عدل وانصاف سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ فعَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ يَقُولُ: أَعْطَانِي أَبِي عَطِيَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ: لاَ أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: «أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هَذَا؟» قَالَ: لاَ قَالَ: «فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلاَدِكُمْ» قَالَ: فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ) عامر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو منبر سے کہتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میرے ابو جان نے مجھے ایک عطیہ

دیا تو عمرہ بنت رواحہ (ان کی ماں) کہنے لگیں: میں اس سے اسی وقت مطمئن اور خوش ہو سکتی ہوں جب آپ اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا لیں، یہ سن کر وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: میں نے عمرہ بنت رواحہ کے بطن سے پیدا ہونے والے اپنے اس بیٹے کو ایک عطیہ دیا تو اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اس پر آپ کو اے اللہ کے رسول! گواہ بنا دوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اتنا ہی تم نے اپنے سارے بچوں کو دیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: تو اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف سے کام لو، نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سن کر ابو جان لوٹ آئے اور اپنا عطیہ لوٹا لیا۔ صحیح بخاری: 2587

ایسا اس لیے کیوں کہ عوام اور ملکوں کے تمام معاملات کی درستگی عدل ہی پر منحصر ہے اور لوگ اپنے مذاہب، خون، ذریت، عزت و آبرو، مال و دولت اور وطن کے معاملے میں مامون و محفوظ اسی وقت ہو سکتے ہیں جب عدل قائم ہو، اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ جب مکہ کے کافروں نے مسلمانوں پر زمین تنگ کر دی، ان کا جینا محال کر دیا تو ان کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ ہجرت کر کے حبشہ چلے جائیں اور اس کا سبب یہ بتایا کہ حبشہ پر ایک عادل و

منصف بادشاہ حکومت کرتا ہے اور اس کے یہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

31- اسلام تمام مخلوقات پر احسان کرنے کا حکم دیتا ہے اور اخلاق فاضلانہ کے زیور سے آراستہ ہونے اور نیک اعمال کرنے کی دعوت وترغیب دیتا ہے۔

اسلام تمام مخلوقات پر احسان کرنے کا حکم دیتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ...﴾

بے شک اللہ تعالی عدل واحسان اور قرابت داروں کو عطا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ النحل:90

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾﴾

جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک

کاروں سے محبت کرتا ہے۔ آل عمران:134

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: « إنَّ اللّهَ كَتَبَ الإحْسَانَ علَى كُلِّ شيءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فأحْسِنُوا القِتْلَةَ، وإذَا ذَبَحْتُمْ فأحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ » بے شک اللہ تعالی نے ہر چیز پر احسان کرنا ضروری قرار دیا ہے، پس جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب (جانور) ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، لہذا یہ ضروری ہے کہ تم میں سے کوئی بھی شخص (جو جانور کو ذبح کرنا چاہتا ہو) اپنی چھری کو خوب تیز کر لے اور ذبح کیے جانے والے جانور کو آرام پہنچائے۔ صحیح مسلم:1955

اسلام اخلاق فاضلانہ کے زیور سے آراستہ ہونے اور نیک اعمال کرنے کی دعوت وترغیب دیتا ہے، اللہ تعالی نے سابقہ کتابوں میں اپنے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت بتلائی ہے:

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ

وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾

جو لوگ ایسے رسول و نبی امی کی اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں، سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔ الاعراف:157

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ» "اے عائشہ! اللہ تعالی بے حد نرم خو ہے اور نرمی کو پسند بھی کرتا ہے، وہ نرمی پر وہ کچھ عطا کرتا ہے جو سختی پر نہیں بخشتا اور نہ اس کے علاوہ کسی اور چیز پر نوازتا ہے"۔ صحیح مسلم:2593

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ: عُقُوقَ

الأُمَّهَاتِ وَوَأْدَ البَنَاتِ وَمَنَعَ وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ المَالِ» "بے شک اللہ تعالی نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے اور روک و مانگ کو حرام قرار دیا ہے اور تمہارے لئے قیل و قال، کثرت سوال اور مال کو یوں ہی برباد کرنے کو سخت ناپسند فرمایا ہے"۔ صحیح بخاری:2408

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ» "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم جنت میں اس وقت تک نہیں داخل ہو سکتے جب تک کہ تم ایمان نہ لے آؤ اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگو، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے اپنا لو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے؟ آپس میں سلام کو عام کرو۔" صحیح مسلم:54

32-اسلام اخلاق فاضلانہ کے زیور جیسے صدق گوئی، امانت کی ادائیگی، پاک دامنی، حیاداری، بہادری، جود و سخا، محتاج کی اعانت،

مظلوم و مقہور کی فریاد رسی، بھوکے کو کھانا کھلانا، پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا، صلہ رحمی اور جانوروں پر رحم کھانا وغیرہ، سے آراستہ و پیراستہ ہونے کا حکم دیتا ہے۔

اسلام اخلاق فاضلانہ سے متصف ہونے کا حکم دیتا ہے، اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: (إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ) (بے شک میں حسن اخلاق کے اتمام کے لیے بھیجا گیا ہوں) صحیح الادب المفرد: 207

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إنَّ مِن أحبِّكم إليَّ ، وأقربِكم مني مجلسًا يومَ القيامةِ أحاسِنُكم أخلاقًا ، وإنَّ أبغضَكم إليَّ وأبعدَكم مني مجلسًا يومَ القيامةِ الثَّرثارونَ ، والمُتشدِّقونَ ، والمُتفيهقونَ ، قالوا: قد علِمْنا الثرثارونَ و المتشدِّقونَ ، فما المتفيهقونَ ؟ قال : المُتكبِّرونَ) (بے شک تم میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور بروز قیامت مجھ سے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو سب سے زیادہ اخلاق مند ہیں اور میری نظر میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور بروز قیامت مجھ سے سب سے زیادہ دور بیٹھنے والے بدزبان وبد خلق، متشدق اور متفیہق لوگ ہوں

گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض پرداز ہوئے: ہم ثرثار اور متشدق کا مفہوم تو سمجھ گئے، مگر متفیہقون کا لفظ سمجھ میں نہیں آیا؟ فرمایا: غرور و تکبر کرنے والے۔) السلسلۃ الصحیحۃ: 791

وعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: " لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا" وَكَانَ يَقُولُ: (إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلاَقًا) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو فحش گو تھے اور نہ بہ تکلف بدزبانی کرنے والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ "تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔ صحیح بخاری: 3559 ان کے علاوہ بہت ساری آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ ایسی موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اسلام حسن اخلاق اور حسن عمل پر عمومی انداز میں ابھارتا ہے۔

اسلام جن چیزوں کا حکم دیتا ہے ان میں سے ایک سچ بولنا بھی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيقًا) "صدق گوئی کو لازم

پکڑو، کیونکہ وہ نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے، ایک انسان سچ بولتا جاتا ہے اور سچ بولنے کو اپنی عادت بنالیتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالی کے نزدیک "صدیق" یعنی بہت ہی سچا انسان لکھ لیا جاتا ہے"۔ صحیح مسلم: 2607

اسلام جن باتوں کا حکم دیتا ہے ان میں سے ایک امانت کی ادائیگی ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا...﴾

"بے شک اللہ تعالی تمہیں امانتوں کو ان کے مالکان کو ادا کر دینے کا حکم دیتا ہے"۔النساء:58

اسلام جن باتوں کا حکم دیتا ہے، ان میں سے ایک پاک دامنی اختیار کرنا بھی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «ثَلاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ عَوْنُهُمْ: وَذَكَرَ مِنْهُمْ: وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ العَفَافَ» "تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کا یہ حق بن جاتا ہے کہ اللہ تعالی ان کی مدد کرے اور پھر ان میں سے ایک اس آدمی کو شمار کیا جو اپنی عفت و پاک دامنی کی حفاظت کے لیے شادی کرتا ہے"۔ سنن ترمذی: 1655 اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا

یہ بھی تھی جس میں آپ کہا کرتے تھے: «اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى» اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور لوگوں سے بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔ صحیح مسلم: 2721

اسلام جن خوبیوں کا خوگر بننے کا حکم دیتا ہے ان میں سے ایک حیاداری بھی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: «الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ» حیا تو بس خیر ہی لاتی ہے۔ صحیح بخاری: 6117 اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: «لِكُلِّ دِينٍ خُلُقٌ وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ» "ہر دین کا ایک امتیازی وصف ہوتا ہے اور اسلام کا امتیازی وصف، حیاداری ہے"۔ اسے بیہقی نے شعب الایمان (2619/6) میں روایت کیا ہے۔

اسلام جن امتیازی اوصاف کا پیکر بننے کا حکم دیتا ہے ان میں سے ایک شجاعت و بہادری بھی ہے، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَهُمْ عَلَى فَرَسٍ» "اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین و خوب صورت، سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی انسان تھے، ایک بار

جب اہل مدینہ کسی انہونی سے بہت زیادہ ڈر گئے تھے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر ان میں سب سے پہلے اس کا ادراک کرنے تشریف لے گئے تھے"۔ صحیح بخاری:2820

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم بزدلی سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے اور یہ دعا کیا کرتے تھے: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الجُبْنِ» "اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ صحیح بخاری:6374

اسلام صدقہ و خیرات کی صورت میں کرم گستری کا بھی حکم دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَّثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦١﴾﴾

جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوئے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔ البقرہ:261

کرم گستری اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وطیرہ تھی، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالخَيْرِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ القُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ أَجْوَدَ بِالخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ المُرْسَلَةِ» "اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر کے کاموں میں تمام لوگوں سے بڑھ کر کرم گستر تھے، آپ رمضان کے مہینے میں اور زیادہ اس وقت کرم گستر بن جاتے تھے جب سیدنا جبریل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے اور وہ آپ سے ماہ رمضان کے خاتمے تک ہر رات ملاقات کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے قرآن کا دور کیا کرتے تھے، پس جب جبریل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تو آپ تیز رو باد بہاری سے کہیں زیادہ کرم گستر بن جایا کرتے تھے"۔ صحیح بخاری: 1902

اسلام محتاج کی اعانت کرنے، لاچار کی فریاد رسی کرنے، بھوکے کو کھانا کھلانے، پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے، صلہ رحمی کرنے اور حیوانوں پر رحم کھانے کا بھی حکم دیتا ہے۔ فَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ:

«تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلاَمَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ»سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہترین ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانو اس کو بھی اور جس کو نہ پہچانو اس کو بھی سلام کرو۔ صحیح بخاری:12

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ العَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ العَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الكَلْبَ مِنَ العَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ بِي فَنَزَلَ البِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ فَسَقَى الكَلْبَ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّ لَنَا فِي البَهَائِمِ أَجْرًا؟ فَقَالَ: «نَعَمْ فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ»"ایک آدمی ایک راستے سے چلا جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی اتفاق سے اسے ایک کنواں ملا تو اس میں اترا اور پانی پی کر باہر نکل آیا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی شدت کے مارے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے، اس نے دل ہی دل میں کہا کہ اس کتے کو بھی اتنی ہی پیاس لگی ہوئی ہے جتنی مجھے لگی تھی، یہ سوچ کر وہ دوبارہ کنویں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھر کر اپنے منہ سے پکڑ کر باہر آیا اور کتے کو پانی پلا دیا، اللہ تعالی کو اس کا

یہ عمل اس قدر بھایا کہ اس نے اس آدمی کو بخش دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض پرداز ہوئے: اے اللہ کے رسول! کیا جانوروں میں بھی ہمارے لیے ثواب رکھا ہے؟ فرمایا: ہاں! ہر ترکلیجی والے میں اجر و ثواب ہے"۔ صحیح ابن حبان:544

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ القَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ» "بیواؤں اور مسکین کی اعانت میں دوڑ دھوپ کرنے والا، اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا رات کے عبادت گزار اور دن کے روزہ دار کی طرح ہے"۔ صحیح بخاری:5353

اسلام رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید کرتا اور صلہ رحمی کو واجب گردانتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ۗ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَن تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُم مَّعْرُوفًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ﴿٦﴾﴾

نبی مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور ان کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں اور رشتے دار کتاب اللہ کی رو سے بہ نسبت دوسرے مومنوں اور مہاجروں کے آپس میں زیادہ حق دار ہیں (ہاں) مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہو۔ یہ حکم کتاب (الٰہی) میں لکھا ہوا ہے۔الاحزاب:6

مذہب اسلام نے قطع رحمی سے ڈرایا اور اسے زمین میں فساد مچانے سے تعبیر کیا ہے،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾﴾

اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو اور رشتے ناتے توڑ ڈالو (22)

یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے (23)۔ محمد:22-23

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: رشتوں ناطوں کو

پامال کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ صحیح مسلم:2556 وہ رشتے جن کو بنائے رکھنا واجب ہے یہ ہیں: والدین، بھائی، بہن، چچا پھوپھی، ماموں، خالہ۔

اسلام پڑوسی کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید کرتا ہے، خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴿٣٦﴾﴾

اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک واحسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں، (غلام، کنیز) یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔ النساء:36

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى

ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ) جبرائیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے (حق کے) بارے میں اس قدر وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنادیں گے۔ صحیح ابوداود:5152

33-اسلام نے کھانے پینے کی بہترین اور پاکیزہ چیزوں کو حلال ٹھہرایااور جسم ودل اور گھر کو پاک صاف رکھنے کا حکم دیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس نے نکاح کو حلال قرار دیا ہے، تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے بھی یہی حکم دیا ہے، پس وہ ہر قسم کی پاکیزگی کو اختیار کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

مذہب اسلام نے کھانے پینے کی بہترین اور پاکیزہ چیزوں کو حلال ٹھہرایا ہے،اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلاَّ الطَّيِّبَ وإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ قَالَ تعالى: {يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ} وَقَالَ تعالى: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ واشكروا لله إن كنتم إياه تعبدون} الآية قَالَ: ثُمَّ ذَكَرَ

الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ: يَا رَب يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟!» ''بے شک اللہ تعالی پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول کرتا ہے،اور اللہ نے اپنے مومن بندوں کو اسی چیز کا حکم دیا ہے، جس کا حکم اپنے رسولوں کو دیا تھا، چنانچہ ارشاد فرمایا: ''یَا أَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا''(اے پیغمبرو! حلال چیزیں کھاؤاور نیک عمل کرو)۔ نیز ارشاد فرمایا: ''یَا أَیُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ''(اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ)۔ پھر آپ ﷺ نے اس شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے، پراگندہ بال اور غبار آلود ہے اور وہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا مانگتے ہوئے کہتا ہے: ''اے میرے رب! اے میرے رب!'' حالاں کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام اور اس کا لباس حرام اور حرام ہی سے اس کی پرورش ہوئی ہے، تو اس کی دعا کہاں سے قبول ہو"؟ صحیح مسلم: 1015

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۚ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٣٢﴾﴾

آپ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے اسباب زینت کو، جن کو اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو کس شخص نے حرام کیا ہے؟ آپ کہہ دیجیے کہ یہ اشیا اس طور پر کہ قیامت کے روز خالص ہوں گی اہل ایمان کے لیے، دنیوی زندگی میں مومنوں کے لیے بھی ہیں، ہم اسی طرح تمام آیات کو سمجھ داروں کے واسطے صاف صاف بیان کرتے ہیں۔

الاعراف:32

مذہب اسلام نے جسم و دل اور گھر کو پاک صاف رکھنے کا حکم دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس نے نکاح کو حلال قرار دیا ہے، تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے بھی یہی حکم دیا ہے، پس وہ ہر قسم کی پاکیزگی کو اختیار کرنے کا حکم دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ ﴿٧٢﴾﴾

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تم میں سے ہی تمہاری بیویاں پیدا کیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لیے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور تمہیں

اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دیں، کیا پھر بھی لوگ باطل پر ایمان لائیں گے اور اللہ تعالی کی نعمتوں کی ناشکری کریں گے؟النحل:72

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝٤ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝٥ ﴾

اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھ(4)

اور گندگی (بتوں کی) سے دور رہ(5)۔المدثر:4-5

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ. قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً قَالَ: إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ) "وہ آدمی جنت میں نہیں جاسکے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی غرور و تکبر ہو گا، ایک آدمی نے کہا: انسان چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں، اس کے جوتے اچھے ہوں (تو کیا یہ بھی غرور میں شمار ہو گا؟)۔ فرمایا: اللہ خوب صورت ہے اور خوب صورتی کو پسند بھی کرتا ہے، غرور حق سے منہ موڑنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کو کہتے ہیں"۔ صحیح مسلم:91

34- اسلام نے تمام حرام کاموں سے باز رہنے کا حکم دیا ہے جیسے اللہ کے ساتھ شرک و کفر کرنا، بتوں کی پرستش کرنا، بغیر علم کے اللہ تعالی کے بارے میں زبان چلانا، اولاد کو قتل کرنا، ناجائز قتل و خون کرنا، زمین پر فساد مچانا، جادو ٹونا کرنا یا کرانا، کھلے یا چھپے طور پر برائیاں کرنا، زنا کرنا اور لواطت کرنا، اس نے سودی لین دین، مردار کھانے، بتوں کے نام پر اور استھانوں میں ذبح کیے جانے والے جانوروں کا گوشت کھانے، سور کا گوشت کھانے اور دیگر تمام گندی اور خبیث اشیا کا استعمال کرنے کو حرام قرار دیا ہے، اسلام نے یتیموں کا مال کھانے، ناپ تول میں کمی بیشی کرنے اور رشتوں ناطوں کو توڑنے کو بھی حرام کیا ہے اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام بھی ان تمام چیزوں کے حرام ہونے پر متفق ہیں۔

اسلام نے تمام حرام کاموں سے باز رہنے کا حکم دیا ہے جیسے اللہ کے ساتھ شرک و کفر کرنا، بتوں کی پرستش کرنا، بغیر علم کے اللہ تعالی کے بارے میں زبان چلانا اور اولاد کو قتل کرنا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ قُلۡ تَعَالَوۡاْ أَتۡلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمۡ عَلَيۡكُمۡۖ أَلَّا تُشۡرِكُواْ بِهِۦ شَيۡـٔٗاۖ
وَبِٱلۡوَٰلِدَيۡنِ إِحۡسَٰنٗاۖ وَلَا تَقۡتُلُوٓاْ أَوۡلَٰدَكُم مِّنۡ إِمۡلَٰقٖ نَّحۡنُ نَرۡزُقُكُمۡ
وَإِيَّاهُمۡۖ وَلَا تَقۡرَبُواْ ٱلۡفَوَٰحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَۖ وَلَا تَقۡتُلُواْ
ٱلنَّفۡسَ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلۡحَقِّۚ ذَٰلِكُمۡ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمۡ
تَعۡقِلُونَ ١٥١ وَلَا تَقۡرَبُواْ مَالَ ٱلۡيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ حَتَّىٰ يَبۡلُغَ
أَشُدَّهُۥۚ وَأَوۡفُواْ ٱلۡكَيۡلَ وَٱلۡمِيزَانَ بِٱلۡقِسۡطِۖ لَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا إِلَّا وُسۡعَهَاۖ
وَإِذَا قُلۡتُمۡ فَٱعۡدِلُواْ وَلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبَىٰۖ وَبِعَهۡدِ ٱللَّهِ أَوۡفُواْۚ ذَٰلِكُمۡ
وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُونَ ١٥٢ ﴾

آپ کہیے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن (یعنی جن کی مخالفت) کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے، وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو۔ ہم تم کو اور ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے جتنے

طریقے ہیں، ان کے پاس بھی مت پھٹکو، خواہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ، اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو ہاں مگر حق کے ساتھ، ان کا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔

اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد کو پہنچ جائے اور ناپ تول پورا پورا کرو انصاف کے ساتھ، ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے، اور جب تم بات کرو تو انصاف کرو، گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا اس کو پورا کرو، ان کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

الانعام: 151-152

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَن تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٣﴾﴾

آپ فرمائیے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم

کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ کے ذمے ایسی بات لگادو جس کو تم جانتے نہیں۔الاعراف:33

مذہب اسلام نے محترم نفس کو قتل کرنا حرام قرار دیا ہے۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا۟ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِى حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ ۗ وَمَن قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِۦ سُلْطَٰنًا فَلَا يُسْرِف فِّى ٱلْقَتْلِ ۖ إِنَّهُۥ كَانَ مَنصُورًا ﴿٣٣﴾﴾

اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے، ہر گز ناحق قتل نہ کرنا اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں مار ڈالا جائے ہم نے اس کے وارث کو طاقت دے رکھی ہے، پس اسے چاہیے کہ مار ڈالنے میں زیادتی نہ کرے بے شک وہ مدد کیا گیا ہے۔الاسراء:33

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾﴾

اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو، بجز حق کے قتل نہیں کرتے، نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔ الفرقان:68

مذہب اسلام نے زمین میں فساد پھیلانا حرام کیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا...﴾

"اور زمین میں اس کی درستی ہو چکنے کے بعد فساد مت مچاؤ"۔ الاعراف: 56

وقال الله تعالى مخبراً عن النبي شعيب عليه السلام أن قال لقومه: ﴿يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٨٥﴾﴾

اللہ تعالی نے اپنے نبی سیدنا شعیب علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا، انہوں نے فرمایا؛ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود برحق نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے۔ پس تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو اور روئے زمین میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کردی گئی فساد مت پھیلاؤ، یہ تمہارے لیے نافع ہے اگر تم تصدیق کرو۔ الاعراف: 85

اسلام نے جادو ٹونے کو حرام قرار دیا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوٓاْۖ إِنَّمَا صَنَعُواْ كَيْدُ سَٰحِرٖۖ وَلَا يُفْلِحُ ٱلسَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿٦٩﴾ ﴾

اور تیرے دائیں ہاتھ میں جو ہے اسے ڈال دے کہ ان کی تمام کاریگری کو وہ نگل جائے، انہوں نے جو کچھ بنایا ہے یہ صرف جادوگروں کے کرتب ہیں اور جادوگر کہیں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔ طہ: 69

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ اليَتِيمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ

الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلاَتِ»ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ''سات ہلاک کرنے والی چیزوں (گناہوں) سے بچو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی ایسی جان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرام کیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی کے موقع پر پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور بھولی بھالی پاک دامن مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا''۔ صحیح بخاری:6857

اسلام نے ہر طرح کی ظاہری و باطنی برائیوں، زناکاری اور لواطت کو حرام کیا ہے، اس فقرہ کے آغاز میں ان آیات کا ذکر ہو چکا ہے، جو ان برائیوں کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں، اللہ تعالی نے سود کو بھی حرام قرار دیا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٧٨﴾ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴿٢٧٩﴾﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالٰی سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو(278)

اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کر لو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا(279)۔البقرہ:278-279

کسی گناہ گار کو اللہ تعالی نے اس طرح جنگ کی دھمکی نہیں دی ہے جس طرح سود کھانے والے کو دی ہے کیونکہ سودی کاروبار میں دین ووطن اور جان و مال کی ہلاکت و بربادی کا سامان ہے۔

اسلام نے مردار کھانا، بتوں کے نام پر اور استھانوں میں ذبح کیے جانے والے جانوروں اور سور کا گوشت کھانا حرام کیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ...﴾

"تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کا نام پکارا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی قسم کی چوٹ لگنے سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گرنے سے مر گیا ہو اور جو کسی کے سینگ

مارنے سے مر گیا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں سے فال گیری کرو، یہ سب بدترین گناہ ہیں"۔المائدہ:3

اسلام نے شراب نوشی اور تمام گندی اور خبیث چیزوں کے استعمال کو بھی حرام ٹھہرایا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ ﴿٩١﴾﴾

اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب ہو(90)

شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرادے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز

رکھے سواب بھی باز آجاؤ(91)۔المائدہ:90-91فقرہ نمبر(31)

اللہ تعالی کے خبر دینے کا ذکر ہو چکا ہے کہ تورات میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ ان پر گندی اور خبیث اشیا کو حرام کریں گے،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ...﴾

جو لوگ ایسے رسول نبی امی کی اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں،وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں،سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔الاعراف:157

اسلام نے یتیم کا مال کھانا بھی حرام کیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ ۖ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا ۝٢﴾

اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور پاک اور حلال چیز کے بدلے ناپاک اور حرام چیز نہ لو، اور اپنے مالوں کے ساتھ ان کے مال ملا کر کھا نہ جاؤ، بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔النساء:2

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝١٠﴾

جو لوگ ظالمانہ طریقے سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ دوزخ میں جائیں گے۔النساء:10

اسلام نے ناپ تول میں کمی بیشی کرنا بھی حرام ٹھہرایا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝١ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝٢

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ﴿٣﴾ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰٓئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ﴿٤﴾

بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والے کی (1)

کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں (2)

اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں (3)

کیا انہیں اپنے مرنے کے بعد جی اٹھنے کا خیال نہیں (4)۔ المطففین: 1-4

اسلام نے رشتوں ناطوں کو پامال کرنا بھی حرام قرار دیا ہے، فقرہ نمبر (31) میں ان آیات واحادیث کا ذکر ہو چکا ہے جو اس پر دلالت کرتی ہیں، اور تمام انبیاورسل علیہم السلام بھی ان حرام کردہ اشیا کی حرمت پر متفق ہیں

35- اسلام جھوٹ، فریب کاری، غداری، خیانت، دھوکہ بازی، حسد و جلن، چال بازی، چوری، سرکشی اور ظلم و عدوان جیسی بداخلاقیوں، بلکہ ہر طرح کی بدخلقی سے منع کرتا ہے۔

اسلام عام بداخلاقیوں سے منع کرتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تُصَعِّرۡ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمۡشِ فِي ٱلۡأَرۡضِ مَرَحًاۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٖ فَخُورٖ ۝١٨﴾

لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر اترا کر نہ چل کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ لقمان: 18

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: « إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ القِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ القِيَامَةِ الثَّرْثَارُونَ، وَالمُتَشَدِّقُونَ، وَالمُتَفَيْهِقُونَ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُونَ وَالمُتَشَدِّقُونَ، فَمَا المُتَفَيْهِقُونَ؟ قَالَ: المُتَكَبِّرُونَ » ''میرے نزدیک تم میں سے (دنیا میں) سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو تم میں بہترین اخلاق والے ہیں اور میرے نزدیک تم میں (دنیا میں) سب سے زیادہ قابل نفرت اور قیامت کے دن مجھ سے دور بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو باتونی، بلااحتیاط بولنے والے زبان دراز اور ''متفیھقون'' ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم نے ''ثرثارون'' (باتونی) اور ''متشدقون'' (بلااحتیاط بولنے والے) کو تو جان لیا لیکن یہ ''متفیھقون'' کون لوگ ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ’’تکبر کرنے والے‘‘۔ السلسلۃ الصحیحۃ: 791

اسلام جھوٹ بولنے سے بھی سختی سے منع کرتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ ...إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهۡدِي مَنۡ هُوَ مُسۡرِفٞ كَذَّابٞ﴾

بے شک اللہ تعالی اس شخص کو ہدایت سے نہیں نوازتا جو اسراف کرنے والا، بہت جھوٹا ہے۔ غافر: 28 اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا» "خبردار! جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے، ایک انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کو اپنا پیشہ بنالیتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک اسے جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے"۔ صحیح مسلم: 2607

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ» "منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب وہ بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، وعدہ کرکے توڑ دیتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے"۔ صحیح بخاری:

اسلام فریب کاری سے منع کرتا ہے۔ وجاء في الحديث أن رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا فَقَالَ: «مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟» قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي» حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے تو اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا، ہاتھ نکالا تو انگلیاں تر ہو کر باہر آئیں، آپ نے اس سے فرمایا: اناج والے! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اس میں بارش کا پانی پڑ گیا تھا، فرمایا: تو پھر اسے اناج کے اوپر کیوں نہ رکھ دیا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے؟ یاد رکھو! جو لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں۔ صحیح مسلم:102

اسلام دھوکہ بازی، خیانت اور غداری سے روکتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٧﴾﴾

اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول (کے حقوق) میں جانتے ہوئے خیانت

مت کرو اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں خیانت مت کرو۔ الانفال: 27

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ ٱلَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهۡدِ ٱللَّهِ وَلَا يَنقُضُونَ ٱلۡمِيثَٰقَ ﴿٢٠﴾﴾

جو اللہ کے عہد (وپیمان) کو پورا کرتے ہیں اور قول وقرار کو توڑتے نہیں۔

الرعد: 20

اللہ کے رسول ﷺ اپنے لشکروں سے جب وہ جہاد کے لیے نکلتے تھے تو فرمایا کرتے تھے: «اغْزُوا وَلَا تَغُلُّوا وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تَمْثُلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا» "جاؤ جنگ کرو، خیانت نہ کرو، دھوکہ نہ دو، مثلہ نہ کرو اور کسی بچے کو قتل مت کرو"۔ صحیح مسلم: 1731

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ» "جس میں چار خصلتیں ہوں گی، وہ پکا منافق ہوگا اور جس کے اندر ان میں سے کوئی ایک بھی خصلت ہوگی تو مانو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے: جب اس کے پاس امانت رکھی

جائے تو وہ اس میں خیانت کرے، جب بولے تو جھوٹ بولے، عہد وپیمان کرے تو دھوکہ دے اور جب کسی سے جھگڑا کرے تو گالیاں بکے"۔ صحیح بخاری:34

اسلام حسد وجلن سے بھی منع کرتا ہے،اللہ پاک کاارشاد ہے:

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ﴿٥٤﴾﴾

یا یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے، پس ہم نے تو آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت بھی دی ہے اور بڑی سلطنت بھی عطا فرمائی ہے۔النساء:54

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٠٩﴾﴾

ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض حسد وبغض

کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں، تم بھی معاف کرو اور چھوڑو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے، یقیناً اللہ تعالے ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ البقرہ:109

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الأُمَمِ قَبْلَكُمْ: الحَسَدُ وَالبَغْضَاءُ هِيَ الحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعَرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَفَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِمَا يُثَبِّتُ ذَلِكَ لَكُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ» "تمہارے اندر تم سے پہلے کی امتوں کی حسد و بغض جیسی مونڈ ڈالنے والی بیماریاں سرایت کر جائیں گی، میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈتی ہیں، بلکہ وہ تو دین کو ہی مونڈ دیتی ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم لوگ جنت میں داخل نہیں ہو سکو گے جب تک کہ ایمان نہیں لاؤ گے اور اس وقت تک تمہارا ایمان مکمل نہیں ہو گا جب تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتا دوں جو تمہاری آپسی محبت کو مضبوط کر دے؟ آپس میں سلام پھیلاؤ"۔ سنن ترمذی:2510

اسلام گندی چال بازی سے بھی سختی سے منع کرتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَابِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا ۖ وَمَا يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿١٢٣﴾﴾

اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے رئیسوں ہی کو جرائم کا مرتکب بنایا تاکہ وہ لوگ وہاں فریب کریں، اور وہ لوگ اپنے ہی ساتھ فریب کر رہے ہیں اور ان کو ذرا خبر نہیں۔ الانعام: 123

اللہ تعالی نے یہ راز کھول دیا ہے کہ یہودیوں نے سیدنا مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی اور انہوں نے اپنی سازش مکمل بھی کر لی تھی لیکن اللہ تعالی نے اپنی چال چلی اور واضح کر دیا کہ گندی سازش اور چال بازی کا نقصان چال باز اور سازشی پر ہی پلٹ آتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٥٢﴾ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٥٣﴾ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿٥٤﴾ إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۖ ثُمَّ إِلَيَّ

مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٥٥﴾

مگر جب عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان کا کفر محسوس کر لیا تو کہنے لگے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں میری مدد کرنے والا کون کون ہے؟ حواریوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ کے مددگار ہیں، ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیے کہ ہم تابعدار ہیں (52)

اے ہمارے پالنے والے معبود! ہم تیری اتاری ہوئی وحی پر ایمان لائے اور ہم نے تیرے رسول کی اتباع کی، پس تو ہمیں گواہوں میں لکھ لے (53)

اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی (مکر) خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر ہے (54)

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تجھے پورا لینے والا ہوں اور تجھے اپنی جانب اٹھانے والا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں اور تیرے تابعداروں کو کافروں کے اوپر غالب کرنے والا ہوں قیامت کے دن تک، پھر تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، میں ہی تمہارے آپس کے تمام تر اختلافات کا فیصلہ کروں گا (55)۔ آل عمران: 52-55

اللہ تعالی نے یہ بھی بتایاہے کہ اللہ کے نبی سید نا صالح علیہ السلام کی قوم نے جب ان کو قتل کرنے کی سازش رچی تو اللہ تعالی نے بھی ان کے خلاف خفیہ تدبیر کی اور سازش کرنے والوں کے ساتھ ساتھ ان کی قوم کے تمام لوگوں کو نیست و نابود کر دیا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝٤٩ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝٥٠ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ۝٥١﴾

انہوں نے آپس میں بڑی قسمیں کھا کھا کر عہد کیا کہ رات ہی کو صالح اور اس کے گھر والوں پر ہم چھاپہ ماریں گے، اور اس کے وارثوں سے صاف کہہ دیں گے کہ ہم اس کے اہل کی ہلاکت کے وقت موجود نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں(49)

انہوں نے مکر (خفیہ تدبیر) کیا اور ہم نے بھی اور وہ اسے سمجھتے ہی نہ تھے (50)

(اب) دیکھ لے ان کے مکر کا انجام کیسا کچھ ہوا؟ کہ ہم نے ان کو اور ان کی

قوم کو سب کو غارت کر دیا(51)۔النمل:49-51

اسلام چوری چکاری سے بھی منع کرتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے: «لاَ يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلاَ يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلاَ يَشْرَبُ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ» "زنا کار جب زنا کر رہا ہوتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا، جب چوری کر رہا ہوتا ہے اس وقت بھی مومن نہیں ہوتا اور جب شراب پی رہا ہوتا ہے تو اس وقت بھی مومن نہیں ہوتا، اس کے بعد توبہ کا دروازہ یہ سب کرنے والے کے لئے کھلا رہتا ہے"۔ صحیح بخاری:6810

اسلام سرکشی وزیادتی سے بھی منع کرتا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾﴾

اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور سرکشی وزیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمہیں نصیحتیں کر رہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو۔النحل:90

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ أَوحَى إِلَيَّ أَنْ

تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَبغِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ وَلَا يفخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ»"اللہ تعالی نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر سرکشی وزیادتی نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر فخر کرے"۔ صحیح ابو داود:4895

اسلام ظلم سے منع کرتا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

﴿...وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ ٱلظَّـٰلِمِينَ﴾

اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا ہے۔آل عمران: 57 اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ ...إِنَّهُۥ لَا يُفۡلِحُ ٱلظَّـٰلِمُونَ﴾

بے شک ظالم لوگ کامیاب نہیں ہو سکتے۔الانعام: 21 اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ ...وَٱلظَّـٰلِمِينَ أَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا أَلِيمَۢا﴾

اور ظالموں کے لیے اللہ تعالی نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ الانسان:31

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَالصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ تُحْمَلُ عَلَى الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاوَاتِ وَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ» "تین لوگوں کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے: امام عادل، روزہ دار جب تک افطار نہ کر لے اور مظلوم کی دعا بادلوں پر سوار ہو کر اوپر جاتی ہے، اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالی کہتا ہے: میری عزت کی قسم! چاہے کچھ دیر بعد ہی سہی میں تیری مدد ضرور کروں گا"۔ اسے مسلم (2749)

نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ مختصرا اور ترمذی (2526) نے بھی الفاظ کے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ اور احمد (8043) نے روایت کیا ہے، یہاں الفاظ مسند احمد سے لیے گئے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے وقت ان کو نصیحت کرتے ہوئے جو باتیں ارشاد فرمائی تھیں ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی: «وَاتَّقِ دَعْوَةَ المَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ» "مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہوتی"۔ صحیح بخاری: 1496

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «أَلَا مَن ظَلم مُعاهِداً أو انتَقصَهُ أو كلَّفَهُ فوقَ طاقَتِهِ أو أخَذ منهُ شيئاً بِغيرِ طِيبِ نَفسٍ فأنا حَجِيجُهُ يوم القيامةِ» 'خبردار! جس نے کسی معاہد پر ظلم کیا یا اس سے بدتمیزی کی یا اس کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف کیا یا اس سے اس کے طیب خاطر کے خلاف کچھ لیا تو میں بروز قیامت اس معاہد کا وکیل بنوں گا'۔ سننِ ابو داود: 3052 تو اسلام، جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا ہر بری عادت اور ہر ظالمانہ کام سے منع کرتا ہے۔

36- اسلام ان تمام مالی معاملات سے منع کرتا ہے جن میں سودی لین دین ہو یا کسی کو نقصان پہنچے یا جو دھوکہ بازی یا ظلم یا فریب کاری پر مشتمل ہوں یا جو بحرانوں کا سبب بن سکتے ہوں اور سماج و معاشرہ اور افراد کو عمومی نقصان کے گڑھے میں دھکیل سکتے ہوں۔

اسلام ان تمام مالی معاملات سے منع کرتا ہے جن میں سودی لین دین ہو یا کسی کو نقصان پہنچے, یا جو دھوکہ بازی یا ظلم یا فریب کاری پر مشتمل ہوں یا جو

بحرانوں کا سبب بن سکتے ہوں اور سماج و معاشرہ اور افراد کو عمومی نقصان کے گڑھے میں دھکیل سکتے ہوں۔اس فقرہ کے آغاز میں ان آیات واحادیث کا ذکر ہو چکا ہے جو سود، ظلم، دھوکہ دھڑی یا زمین میں فساد برپا کرنے کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿٥٨﴾﴾

اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو تو وہ (بڑے ہی) بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ الاحزاب:58

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿مَّنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٤٦﴾﴾

جو شخص نیک کام کرے گا وہ اپنے نفع کے لیے اور جو برا کام کرے گا اس کا وبال اسی پر ہے اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ فصلت:46

وجاء في السنة: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى أَنْ لَا

ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ» سنت نبویہ میں آیا ہے: "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ نہ خود نقصان اٹھانا ہے اور نہ دوسرے کو نقصان پہنچانا ہے"۔ سنن ابوداود اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « مَن كانَ يُؤْمِنُ باللَّهِ والْيَومِ الآخِرِ فلا يُؤْذِي جارَهُ، ومَن كانَ يُؤْمِنُ باللَّهِ والْيَومِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، ومَن كانَ يُؤْمِنُ باللَّهِ والْيَومِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا، أوْ لِيَسْكُتْ. وفي روايةٍ: فَلْيُحْسِنْ إلى جارِهِ. »"جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے، جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت و تکریم کرے۔ جس کا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہو وہ بھلی بات کہے ورنہ چپ رہے، ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے"۔ صحیح مسلم:47

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا إِذْ هِيَ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ»"ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، ہوا یہ کہ اس عورت نے اس بلی کو قید کر دیا، یہاں تک کہ وہ مر گئی تو وہ عورت اس بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل کر دی گئی، جب

اس نے اسے قید کیا تو کھلایا پلایا بھی نہیں اور نہ آزاد کیا کہ وہ بلی زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی"۔ صحیح بخاری:3482

ایسی سزا اسے ملی جس نے ایک بلی کو تکلیف پہنچائی تھی، ذرا سوچیے کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا جو کسی انسان کو تکلیف دے گا؟ سیدنا عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور اونچی آواز میں پکار کر فرمایا: (يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الإِيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ لاَ تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ وَلاَ تُعَيِّرُوهُمْ وَلاَ تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ قَالَ: وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا إِلَى البَيْتِ أَوْ إِلَى الكَعْبَةِ فَقَالَ: مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللهِ مِنْكِ)"اے وہ لوگو جنہوں نے محض زبان سے اسلام قبول کیا اور ایمان جن کے حلق سے نیچے نہیں اترا ہے! مسلمانوں کو تکلیف نہ دو، ان کو عار مت دلاؤ اور نہ ان کی پوشیدہ باتوں کی ٹوہ میں پڑو ورنہ یاد رکھو کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی کی پوشیدہ باتوں کی ٹوہ لی اللہ تعالی اس کی ٹوہ میں پڑ جائے گا اور جس کی ٹوہ میں اللہ پڑ گیا تو جان لو کہ وہ اسے سر عام ننگا کر دے گا، چاہے وہ اپنے کجاوہ کے اندر کیوں نہ چھپ جائے"۔ راوی کہتا ہے کہ سیدنا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دن کعبے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: کتنی عظیم ہے تیری شان اور کس قدر عظیم ہے تیری حرمت! لیکن ایک مومن کی حرمت و شان اللہ تعالی کی نظر میں تجھ سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اسے ترمذی (2032) اور ابن حبان (5763) نے روایت کیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ) "جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے، جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے"۔ صحیح بخاری:6018

وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " هَلْ تَدْرُونَ مَنِ الْمُفْلِسُ؟ " قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ. قَالَ: " إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصِيَامٍ وَصَلَاةٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ عِرْضَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا فَيُقْعَدُ فَيَقُصُّ هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يَقْضِيَ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَايَا أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ

طُرِحَ فِي النَّارِ) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہوتا ہے؟ صحابہ نے جواب دیا: ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس کوئی روپیہ پیسہ اور ساز وسامان نہ ہو، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوۃ جیسے اعمال لے کر آئے گا، تاہم اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پر تہمت دھری ہو گی، کسی کا مال (ناحق) کھایا ہو گا اور کسی کا خون بہایا ہو گا اور کسی کو مارا ہو گا، چنانچہ اس کی نیکیاں ان لوگوں کو دے دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں, اس کے گناہوں کا بدلہ پورا ہونے سے پہلے, ختم ہو گئیں, تو ان لوگوں کے گناہ لے کر اس کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اسے مسلم (2581)، ترمذی (2418) اور احمد (8029) نے روایت کیا ہے، یہاں پر الفاظ مسند احمد سے منقول ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: (كَانَ عَلَى الطَّرِيقِ غُصْنُ شَجَرَةٍ يُؤْذِي النَّاسَ فَأَمَاطَهَا رَجُلٌ فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ) "ایک راستے پر درخت کی ایک ڈالی پڑی تھی جس سے لوگوں کو تکلیف ہو رہی تھی، ایک آدمی نے اسے راستے سے ہٹا دیا تو اسے جنت میں داخل کر دیا گیا"۔ اسے بخاری

(652) نے اسی معنی میں، مسلم (1914) نے انہی جیسے الفاظ میں، نیز ابن ماجہ (3682) اور احمد (10432) نے روایت کیا ہے، یہاں الفاظ ابن ماجہ اور مسند احمد کے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینے سے بھی جنت میں داخلہ مل سکتا ہے، اب ذرا سوچیے کہ جو لوگوں کو تکلیف دیتا اور ان کی زندگی میں بگاڑ لانا چاہتا ہے، اس کو کتنی بڑی سزا دی جانی چاہیے ؟!

37- اسلام حفظان عقل و خرد اور ہر اس چیز کو حرام قرار دینے کے لیے آیا ہے جو اسے بگاڑ سکتی ہے جیسے شراب نوشی، اس نے عقل و خرد کو شان ورفعت عطا کی، اسے ہی تمام تر شرعی تکالیف کا محور قرار دیا اور خرافات و شرکیات کی بیڑیوں سے آزاد کیا ہے، اسلام میں ایسے راز اور احکام ہیں ہی نہیں جو کسی خاص طبقہ کے ساتھ خاص ہوں، اس کے تمام احکام و قوانین عقل صحیح کے موافق اور مقتضائے عدل و حکمت کے مطابق ہیں۔

اسلام حفظان عقل و خرد اور اس کی شان کو دوبالا کرنے آیا ہے اللہ تعالی کا

ارشاد ہے:

﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿٣٦﴾﴾

"بے شک کان، آنکھ اور دل، ان میں سے ہر ایک کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔الاسراء:36

اس لیے ہر انسان کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی عقل و خرد کی حفاظت کرے، کیونکہ اسی لیے اسلام نے شراب اور دوسری نشہ آور اشیا کو حرام کیا ہے، میں نے شراب نوشی کی حرمت کو فقرہ نمبر (34) میں بیان کیا ہے،اس پر قرآن کریم کی بہت سی آیتیں ہیں جو اللہ تعالی کے اس قول مبارک پر ختم ہوتی ہیں:

﴿...لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾

"شاید کہ تم سمجھ جاؤ"۔البقرہ:242

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۖ وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٣٢﴾﴾

اور دنیاوی زندگانی تو کچھ بھی نہیں بجز لہو و لعب کے،اور دار آخرت متقیوں

کے لئے بہتر ہے، کیا تم سوچتے سمجھتے نہیں ہو؟ الانعام: 32

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝٢ ﴾

یقیناً ہم نے اس قرآن عربی کو نازل فرمایا ہے کہ تم سمجھ سکو. یوسف: 2

ساتھ ہی، اللہ تعالی نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ ہدایت و حکمت سے استفادہ صاحبان عقل و دانش ہی کر پاتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝٢٦٩ ﴾

وہ جسے چاہے حکمت اور دانائی دیتا ہے اور جو شخص حکمت اور سمجھ دیا جائے وہ بہت ساری بھلائی دیا گیا اور نصیحت صرف عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں۔ البقرہ: 269

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عقل ہی کو تکالیف شرعی کا محور قرار دیا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: «رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ» تین آدمیوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے؛ سوئے ہوئے شخص سے، یہاں تک

کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور دیوانے سے یہاں تک کہ اسے عقل آ جائے۔ بخاری نے اسے معلقا صیغۂ جزم کے ساتھ حدیث نمبر (5269) سے پہلے اسی طرح اور ابو داود (4402) نے موصولا روایت کیا ہے، الفاظ ابو داود کے ہیں، ترمذی نے اپنی سنن میں (1423) کے تحت، نسائی نے السنن الکبری (7346) میں اور احمد (956) نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ اور ابن ماجہ (2042) نے مختصرا روایت کیا ہے۔ اور انسان کو خرافات کی بیڑیوں اور وثنیت کی آلائشوں سے آزاد اور پاک کیا ہے، اللہ تعالی نے خرافات میں گلے گلے تک ڈوبی رہنے والی اور اللہ تعالی کی طرف سے آنے والے حق اور سچ کو ماننے سے انکار کرنے والی امتوں کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ ﴿٢٣﴾﴾

اسی طرح آپ سے پہلے بھی ہم نے جس بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا، وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے یہی جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو (ایک راہ پر اور) ایک دین پر پایا اور ہم تو انہی کے نقش پا کی پیروی کرنے والے ہیں۔

الزخرف: 23اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بات کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

﴿مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ﴿٥٣﴾﴾

یہ مجسمے کیا ہیں جن کا تم اعتکاف کرتے ہو؟(52)

سب نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو انہی کی عبادت کرتے ہوئے پایا(53)۔الانبیاء:52-53

پھر اسلام آیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ بت پرستی چھوڑ دیں، باپ دادوں سے چلی آرہی خرافاتوں سے کنارہ کش ہو جائیں اور انبیاورسل علیہم السلام کے نقش قدم کی پیروی کریں۔

اسلام میں ایسے اسرار ورموز اور احکام نہیں ہیں جو کسی خاص طبقے کے ساتھ خاص ہوں۔ سُئل علي بن أبي طالب رضي الله عنه وهو ابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم وزوج ابنته: أَخَصَّكُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ؟ فَقَالَ: «مَا خَصَّنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ يَعُمَّ بِهِ النَّاسَ كَافَّةً إِلَّا مَا كَانَ فِي قِرَابِ سَيْفِي هَذَا قَالَ: فَأَخْرَجَ

صَحِيفَةً مَكْتُوبٌ فِيهَا: لَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ وَلَعَنَ اللهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْأَرْضِ وَلَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ وَلَعَنَ اللهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا»اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ لوگوں کو کسی خاص امتیاز سے نوازا ہے؟انہوں نے کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کسی خصوصی امتیاز سے نہیں نوازا ہے، بلکہ ہر چیز کو آپ نے عام رکھا ہے، بس میری تلوار کے دستے میں جو کچھ ہے اسی کو ہمارے ساتھ خاص کیا ہے، پھر انہوں نے اپنی تلوار کے دستے سے ایک صحیفہ (کاغذ کا ایک ٹکڑا) نکالا جس میں لکھا تھا: اس پر اللہ تعالی کی لعنت ہو جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر جانور کو ذبح کیا، اس پر اللہ کی لعنت وپھٹکار ہو جس نے زمین کی علامت کو چرایا، اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اپنے والد کو لعن طعن کیا، اور اس پر بھی اللہ تعالی کی لعنت ہو جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی۔ صحیح مسلم: 1978 اسلام کے تمام احکام صائب عقل ودانش کے عین موافق اور مقتضائے عدل وحکمت کے عین مطابق ہیں۔

38- اگر ادیان باطلہ کے پیروکار اپنے ادیان و مذاہب میں

پائے جانے والے تناقض اور ان امور کا گہرائی سے مطالعہ نہیں کریں گے جن کو عقل سلیم قبول نہیں کرتی ہے تو دین کے ٹھیکے دار انہیں اس وہم میں ڈال دیں گے کہ دین عقل و خرد سے پرے ہے اور اس کو پوری طرح سمجھنا اس کے لیے ناممکن ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام دین کو ایک ایسی روشنی قرار دیتا ہے جو عقل کے لیے اس کا راستہ روشن کرتی ہے، اسی لیے ادیان باطلہ کے ٹھیکے دار چاہتے ہیں کہ انسان اپنی عقل کا استعمال کرنا چھوڑ دے اور صرف انہی کی پیروی کرے، جب کہ اسلام چاہتا ہے کہ انسان اپنی عقل کو بیدار کرے تاکہ معاملات کے حقائق کو ان کی اصلی صورت میں دیکھ سکے۔۔

اگر ادیان باطلہ کے پیروکار اپنے ادیان و مذاہب میں پائے جانے والے تناقض اور ان امور کا گہرائی سے مطالعہ نہیں کریں گے جن کو عقل سلیم قبول

نہیں کرتی ہے تو دین کے ٹھیکے دار انہیں اس وہم میں ڈال دیں گے کہ دین عقل و خرد سے پرے ہے اور اس کو پوری طرح سمجھنا اس کے لیے ناممکن ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام دین کو ایک ایسی روشنی قرار دیتا ہے جو عقل کے لیے اس کا راستہ روشن کرتی ہے، اسی لیے ادیان باطلہ کے ٹھیکے دار چاہتے ہیں کہ انسان اپنی عقل کا استعمال کرنا چھوڑ دے اور صرف انہی کی پیروی کرے، جب کہ اسلام چاہتا ہے کہ انسان اپنی عقل کو بیدار کرے تاکہ معاملات کے حقائق کو ان کی اصلی صورت میں دیکھ سکے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٢﴾ ﴾

اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح کو اتارا ہے، آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا چیز ہے؟ لیکن ہم نے اسے نور بنایا، اس کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں، ہدایت دیتے ہیں، بے شک آپ راہ راست کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ الشوری: 52

وحی الہی ایسے دلائل و براہین پیش کرتی ہے جو عقل سلیم کو ان حقائق کی

طرف کشاں کشاں لے جاتے ہیں جن کی معرفت حاصل کرنااور جن پر ایمان لاناواجب اور ضروری ہے،اللہ تعالی کاارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ﴿١٧٤﴾﴾

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے سند اور دلیل آ پہنچی اور ہم نے تمہاری جانب واضح اور صاف نور اتار دیا ہے۔النساء:174

وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی چاہتا ہے کہ انسان ہدایت، علم اور حقیقت کی روشنی میں زندگی گزارے، جب کہ شیاطین اور طواغیت کی چاہت و مراد یہ ہوتی ہے کہ انسان کفر و جہالت اور گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹکتا رہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ...﴾ ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے اور کافروں کے اولیا شیاطین ہیں۔ وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ البقرہ:

39-اسلام، صحیح علم کی عزت افزائی کرتا، نفسانی خواہشات سے خالی سائنسی تحقیقات پر ابھارتا اور ہمارے اپنے نفس کے اندر جھانکنے اور ہمارے ارد گرد پھیلی کائنات پر غور و خوض کرنے کی دعوت دیتا ہے، ٹھوس سائنسی تحقیقات کے نتائج اسلام سے متصادم نہیں ہیں۔

اسلام صحیح علم و معرفت کی تعظیم کرتا ہے، اللہ تعالی کہتا ہے:

﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١﴾﴾

اللہ تعالی ایمان اور علم والوں کے درجات کو بلند کرے گا اور اللہ تعالی ہر اس چیز سے باخبر ہے جو تم لوگ کرتے ہو۔ المجادلۃ: 11

اللہ تعالی نے علما کی شہادت کو سب سے عظیم استشہاد میں اپنی اور اپنے فرشتوں کی شہادت سے ملا کر بیان فرمایا ہے، ارشاد ہے:

﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٨﴾﴾

اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ آل عمران: 18

یہ آیت اسلام میں اہل علم کی رفعت مکانی کو واضح کرتی ہے، نیز اہل علم کی عظمت ورفعت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف علم و معرفت میں اضافہ کرنے کی دعا کرنے کا حکم دیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿...وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾

اور آپ کہیے کہ اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ کر۔ طہ: 114

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

حَتَّى الْحِيتَانِ فِي الْمَاءِ وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ»"جو شخص علم کی تلاش میں کسی راہ پر چل پڑے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان فرما دیتا ہے، بے شک فرشتے طالب علم کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ اور یقینا عالم کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساری مخلوقات مغفرت طلب کرتی ہیں، یہاں تک کہ پانی کے اندر کی مچھلیاں بھی۔اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے، جیسے چاند کی فضیلت سارے ستاروں پر۔ بے شک علما انبیا کے وارث ہیں اور انبیا نے کسی کو دینار اور درہم کا وارث نہیں بنایا، بلکہ انھوں نے علم کا وارث بنایا ہے، اس لیے جس نے یہ علم حاصل کر لیا اس نے (علم نبوی اور وراثت نبوی سے) پورا پورا حصہ لیا"۔ اسے ابو داود (3641)، ترمذی (2682) اور ابن ماجہ (223) نے روایت کیا ہے، الفاظ ابن ماجہ کے ہیں، اور احمد (21715) نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

اسلام، نفسانی خواہشات سے خالی سائنسی تحقیقات پر ابھارتا اور ہمارے اپنے نفس کے اندر جھانکنے اور ہمارے ارد گرد پھیلی کائنات پر غور و خوض کرنے کی دعوت دیتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝٥٣﴾

عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی، یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ حق یہی ہے، کیا آپ کے رب کا ہر چیز سے واقف وآگاہ ہونا کافی نہیں۔ فصلت: 53

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿أَوَلَمْ يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ وَأَنْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۝١٨٥﴾

اور کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور دوسری چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کی ہیں اور اس بات میں کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب ہی آ پہنچی ہو، پھر قرآن کے بعد کون سی بات پر یہ لوگ ایمان لائیں گے؟ الاعراف: 185

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾﴾

کیا انہوں نے زمین پر چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا (برا) ہوا؟ وہ ان سے بہت زیادہ توانا (اور طاقتور) تھے اور انہوں نے (بھی) زمین بوئی جوتی تھی اور ان سے زیادہ آباد کی تھی اور ان کے پاس ان کے رسول روشن دلائل لے کر آئے تھے۔ یہ تو ناممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر ظلم کرتا لیکن (دراصل) وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ الروم: 9

سائنس کے صحیح تحقیقاتی نتائج, اسلام سے متعارض و متصادم نہیں ہوتے ہیں، ہم یہاں پر صرف ایک ایسی مثال پیش کرنے پر اکتفا کریں گے جس کی باریک تفصیلات قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال پہلے بیان کر دی تھیں مگر سائنس نے اس کا اکتشاف حالیہ دنوں میں کیا ہے لیکن اس پر کی گئی تحقیقات کا نتیجہ وہی سامنے آیا ہے جو قرآن نے بیان کیا تھا اور وہ ہے ماں کے پیٹ میں جنین کی پیدائش و افزائش، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۚ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ﴿١٤﴾﴾

یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا(12)

پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا(13)

پھر نطفے کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا، پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں، پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا، پھر دوسری بناوٹ میں اس کو پیدا کر دیا، برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے(14)۔المومنون:12-14

40-اللہ تعالی صرف اسی شخص کے عمل کو شرف قبول سے نوازتا ہے اور اسی شخص کے عمل کا اجر و ثواب آخرت میں عطا کرے گا جو اللہ پر ایمان لائے، اس کی اطاعت کرے اور اس کے

بھیجے ہوئے تمام رسولوں علیہم السلام کی تصدیق کرے، اللہ تعالی صرف انہی عبادات کو قبول کرتا ہے جن کو اس نے خود جاری فرمایا ہے، ایسا بھلا کیوں کر ممکن ہے کہ انسان اللہ کے ساتھ کفر بھی کرے اور اللہ اسے اجر و ثواب سے نواز دے؟ اللہ تعالی کسی شخص کے ایمان کو اسی صورت میں قبول فرماتا ہے جب وہ تمام انبیا و رسل علیہم السلام اور محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی رسالت پر ایمان لائے۔

اللہ تعالی صرف اسی شخص کے عمل کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے اور اسی شخص کے عمل کا اجر و ثواب آخرت میں عطا کرے گا جو اللہ پر ایمان لائے، اس کی اطاعت کرے اور اس کے بھیجے ہوئے تمام رسولوں علیہم السلام کی تصدیق کرے، اللہ تعالی کہتا ہے:

﴿مَّن كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَن نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا ﴿١٨﴾ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ

﴿وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا ﴿١٩﴾﴾

جس کا ارادہ صرف اس جلدی والی دنیا (فوری فائدہ) کا ہی ہو اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لیے چاہیں سر دست دیتے ہیں بالآخر اس کے لیے ہم جہنم مقرر کر دیتے ہیں جہاں وہ برے حالوں دھتکارا ہوا داخل ہو گا (18)

اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو اور جیسی کوشش اس کے لیے ہونی چاہیے وہ کرتا بھی ہو اور وہ باایمان بھی ہو پس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ کے ہاں پوری قدر دانی کی جائے گی (19)۔الاسراء:18-19

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿فَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ ﴿٩٤﴾﴾

پھر جو بھی نیک عمل کرے اور وہ مومن (بھی) ہو تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں کی جائے گی، ہم تو اس کے لکھنے والے ہیں۔الانبیاء:94

اللہ تعالی صرف انہی عبادتوں کو شرف قبول بخشتا ہے جن کی سند خود اسی نے جاری فرمائی ہے،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿...فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾

”تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے“۔الکہف: 110 واضح کر دیا کہ وہی عمل صالح اور نیک سمجھا جائے گا جو اللہ تعالی کی طرف سے سند یافتہ ہو، عمل کرنے والا اسے اللہ تعالی کے لیے خالص کر دے، اللہ تعالی پر ایمان رکھنے والا ہو اور تمام انبیا و رسل علیہم السلام کی تصدیق کرنے والا ہو، جس کا عمل اس طریقے سے ہٹ کر ہو گا اس کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا ﴿٢٣﴾﴾

اور انہوں نے جو جو اعمال کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا۔الفرقان: 23

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿٢﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿٣﴾ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾﴾

اس دن بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے (2)

محنت کرنے والے تھکے ہوئے (3)

وہ دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے (4)۔ الغاشیۃ: 2-4

پس یہ چہرے لٹکے ہوئے اور عمل سے تھکے ہوئے ہوں گے لیکن چونکہ انہوں نے وہ سارے اعمال اللہ تعالی کے بتائے ہوئے طریقے سے ہٹ کر کیے ہوں گے اس لیے اللہ تعالی ان کا مآل کار جہنم کو ٹھہرائے گا۔ وجہ یہ ہو گی کہ انہوں نے اللہ کی جاری کردہ عبادتیں نہیں کی ہوں گی، بلکہ باطل عبادتیں کی ہوں گی اور گمراہی کے ان سرداروں کی پیروی کی ہوگی جو ان کے لیے دنیا میں باطل اور واہیات ادیان و مذاہب ایجاد کرتے رہے تھے، تو معلوم یہ ہوا کہ اللہ تعالی کے نزدیک وہی عمل صالح اور مقبول ٹھہرے گا جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق ہو گا، یہ ناممکن ہے کہ انسان اللہ کے ساتھ کفر بھی کرے اور اس سے جزائے خیر کی امید بھی پالے رکھے۔

اللہ تعالی کسی کا ایمان جبھی قبول کرتا ہے جب وہ تمام انبیا علیہم السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے، فقرہ نمبر (20) میں ہم نے اس موضوع پر کچھ دلیلیں پیش کی ہیں، اللہ تعالی مزید فرماتا ہے:

﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ۚ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٢٨٥﴾﴾

رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ البقرہ:285

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١٣٦﴾﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتاری ہے اور ان کتابوں

پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں ایمان لاؤ! جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ النساء: 136، اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨١﴾﴾

جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہارے لیے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے، فرمایا کہ تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا کہ ہمیں اقرار ہے، فرمایا تو اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ آل عمران: 81

41- تمام پیغامات الہیہ کا اصلی مقصد یہ ہے کہ دین حق انسان

کی روح میں بس جائے اور وہ سارے جہانوں کے پروردگار اللہ کا پکا اور سچا بندہ بن جائے، اسلام در اصل انسان کو انسان یا مادہ یا خرافاتوں کی غلامی سے آزاد کرنے کے لیے آیا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اشخاص کی تقدیس کا قائل نہیں ہے، نہ ہی ان کو ان کے قد سے زیادہ درجہ دیتا ہے اور نہ ہی ان کو رب اور معبود بنانے کی اجازت دیتا ہے۔

تمام پیغامات الٰہیہ کا اصلی مقصد یہ ہے کہ دین حق انسان کی روح میں بس جائے اور وہ سارے جہانوں کے پروردگار اللہ کا پکا اور سچا بندہ بن جائے، اسلام در اصل انسان کو انسان یا مادہ یا خرافاتوں کی غلامی سے آزاد کرنے کے لیے آیا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: «تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيفَةِ وَالْخَمِيصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ» "دینار و درہم اور دھاری دار چادر وریشمی لباس کا غلام نامراد ہوا, کیونکہ اسے دیا جائے تو خوش اور نہ دیا جائے تو ناخوش"۔ صحیح بخاری:6435

پس سمجھ دار انسان اللہ کے سوا کسی اور کے سامنے نہیں جھک سکتا اور نہ مال و جاہ اور منصب و خاندان اسے غلام بنا سکتے ہیں، آئندہ سطور میں جو قصہ نقل کیا جا رہا ہے وہ قاری پر اچھی طرح واضح کر دے گا کہ رسالت سے پہلے لوگ کیسے تھے اور رسالت کے بعد کیسے ہو گئے۔

جب اولین مسلمان ہجرت کر کے حبشہ گئے اور ان سے اس وقت کے شاہ حبشہ نجاشی نے سوال کیا تو کہا: "یہ کون سا دین ہے جس کی وجہ سے تم نے اپنی قوم سے الگ راہ اختیار کر لی اور میرے دین میں اور نہ ہی دنیا کی کسی بھی امت کے دین میں داخل ہوئے"؟ شاہ حبشہ کو سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "اے بادشاہ! ہم جاہلیت والے لوگ تھے، بتوں کی پوجا کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، ہر طرح کی برائیاں کرتے تھے، قطع رحمی کرتے تھے، پڑوسی کے ساتھ بدسلوکی کرتے تھے، ہم میں کا مضبوط آدمی کمزور کو کھائے جا رہا تھا، ہم ایسی ہی زندگی جی رہے تھے کہ اللہ تعالی نے ہم ہی میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جس کے حسب و نسب، صدق و راستی، امانت داری اور پاک دامنی سے ہم خوب واقف و آشنا ہیں، اس نے ہمیں صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے علاوہ جن پتھروں اور بتوں کی ہم اور ہمارے آبا و اجداد پوجا کرتے

تھے انہیں چھوڑ دینے کی دعوت دی، اس نے ہمیں سچ بولنے، امانت کو ادا کرنے، رشتوں ناطوں کو جوڑنے، پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے، حرام کاموں سے اور خوں ریزی سے باز آنے کا حکم دیااور برائیوں سے، جھوٹ بولنے سے، یتیم کا مال کھانے اور پاک دامن عورت پر تہمت لگانے سے منع کیا،اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں،اس نے ہمیں نماز پڑھنے، زکوۃ ادا کرنے اور روزہ رکھنے کا بھی حکم دیا،راوی کہتا ہے کہ انہوں نے اسلام کے کئی اور امور بھی گنائے،اس کے بعد کہا کہ پھر ہم نے اس کی تصدیق کی،اس پر ایمان لے آئے اور وہ جو کچھ لے کر آیا ہے اس کی پیروی کرتے ہوئے صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا شروع کیا، اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے باز آ گئے،اس نے جس چیز کو حرام کہا ہم نے اسے حرام مان لیااور جس چیز کو حلال کہا ہم نے اسے حلال جان لیا"۔اسے احمد (1740) نے تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء (115/1) میں مختصرا روایت کیا ہے۔ پس آپ نے دیکھا کہ اسلام اشخاص کی تقدیس کا قائل نہیں ہے،نہ انہیں ان کے مقام سے اونچا کرتا ہے اور نہ ہی انہیں رب اور معبود بناتا ہے۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٦٤﴾﴾

"آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں، پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں"۔آل عمران:64

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿...وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾

اور یہ نہیں (ہو سکتا) کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لینے کا حکم کرے، کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا؟ آل عمران:80

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتْ النَّصَارَى ابْنَ

مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ» میری تعریف میں ایسے حد سے نہ گزرو جیسے عیسائی لوگ عیسی ابن مریم علیہ السلام کی تعریف میں حد سے گزر گئے، میں تو محض ایک بندہ ہوں اس لیے یوں کہو: اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔ صحیح بخاری:3445

42- اللہ تعالی نے اسلام میں توبہ کو مشروع فرمایا ہے، توبہ انسان کے اپنے رب کی طرف رجوع ہونے اور گناہ کو چھوڑ دینے کو کہتے ہیں، جس طرح اسلام لانے سے پہلے کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اسی طرح توبہ بھی پہلے کے سارے گناہوں کو دھو دیتی ہے، اس لیے کسی انسان کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ تعالی نے اسلام میں توبہ کو مشروع فرمایا ہے، توبہ انسان کے اپنے رب کی طرف رجوع ہونے اور گناہ کو چھوڑ دینے کو کہتے ہیں، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿...وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

"اور اے مومنو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ"۔

النور: 31 اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴾

کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے میں اور رحمت کرنے میں کامل ہے۔التوبۃ:104

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَهُوَ الَّذِى يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾﴾

وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے در گزر فرماتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو (سب) جانتا ہے۔الشوریٰ:25

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: «لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ فِي أَرْضٍ دَوِّيَّةٍ مَهْلِكَةٍ مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ فَطَلَبَهَا حَتَّى أَدْرَكَهُ الْعَطَشُ ثُمَّ قَالَ: أَرْجِعُ إِلَى

مَكَانِيَ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ فَأَنَامُ حَتَّى أَمُوتَ فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى سَاعِدِهِ لِيَمُوتَ فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَاحِلَتُهُ وَعَلَيْهَا زَادُهُ وَطَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَاللهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هَذَا بِرَاحِلَتِهِ وَزَادِهِ» "اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو ہلاکت خیز بیابان میں ہوتا ہے، اس کی سواری پر اس کے کھان پان کا سامان ہوتا ہے اور وہ سو جاتا ہے، جب وہ بیدار ہوتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری غائب ہے، وہ اسے ڈھونڈتا ہے، یہاں تک کہ اسے پیاس لگ جاتی ہے، پھر وہ اپنے دل میں کہتا ہے: میں وہیں لوٹ جاتا ہوں جہاں تھا اور سو جاتا ہوں یہاں تک کہ مر جاؤں، پھر وہ اپنی کلائی پر سر رکھ کر مرنے کے لیے سو جاتا ہے، لیکن جب وہ جاگتا ہے تو دیکھتا ہے کہ اس کے پاس ہی اس کی سواری کھڑی ہے اور اس پر اس کا ساز و سامان اور کھان پان اسی طرح رکھا ہوا ہے، تو اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ مومن کی توبہ سے اس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی گم شدہ سواری اور ساز و سامان کو دوبارہ پا کر خوش ہوتا ہے"۔ صحیح مسلم: 2744

اسلام قبول اسلام سے پہلے کے گناہوں کو دھو دیتا ہے اور توبہ سے بھی پہلے کے سارے گناہ دھل جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَنتَهُوا يُغْفَرْ لَهُم مَّا قَدْ سَلَفَ وَإِن يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾﴾

آپ ان کافروں سے کہہ دیجیے کہ اگر یہ لوگ باز آجائیں تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کر دیے جائیں گے اور اگر اپنی وہی عادت رکھیں گے تو (کفار) سابقین کے حق میں قانون نافذ ہو چکا ہے۔ الانفال: 38

اللہ تعالی نے عیسائیوں کو توبہ کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

﴿أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧٤﴾﴾

یہ لوگ کیوں اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں استغفار نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ تو بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔ المائدہ: 74 اللہ تعالی نے تمام نافرمانوں اور گناہ گاروں کو توبہ کرنے کی ترغیب دی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٥٣﴾﴾

(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ بالیقین اللہ تعالیٰ سارے

گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔ الزمر: 53

جب سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کا ارادہ کیا تو ان کے اندر ڈر پیدا ہوا کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے جتنے گناہ کیے ہیں وہ معاف نہیں کیے جائیں گے، وہ خود اپنے اس خیال کی روایت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

(لَمَّا أَلْقَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي قَلْبِي الْإِسْلَامَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَايِعَنِي فَبَسَطَ يَدَهُ إِلَيَّ فَقُلْتُ: لَا أُبَايِعُكَ يَا رَسُولَ اللهِ حَتَّى تَغْفِرَ لِي مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِي قَالَ: فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَمْرُو أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْهِجْرَةَ تَجُبُّ مَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ يَا عَمْرُو أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهُ مِنَ الذُّنُوبِ) جب اللہ تعالی نے میرے دل میں اسلام قبول کرنے کا جذبۂ صادق ڈال دیا تو میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میری طرف بڑھایا تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں آپ سے اس وقت تک بیعت نہیں کروں گا جب تک آپ میرے پچھلے سارے گناہ معاف نہیں کر دیتے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عمرو! کیا تمھیں نہیں معلوم کہ ہجرت اپنے سے پہلے کے سارے گناہوں کو دھو دیتی ہے؟ اے عمرو! کیا تمھیں پتہ

نہیں کہ اسلام قبول اسلام سے پہلے کے سارے گناہوں کو مٹا دیتا ہے؟! اسے مسلم(121) نے اسی طرح پوری طوالت کے ساتھ اور احمد(17827) نے روایت کیا ہے، الفاظ مسند احمد کے ہیں۔

43-اسلام میں اللہ اور انسان کے درمیان براہ راست تعلق استوار ہوتا ہے، اس لیے آپ کو کسی ایسے شخص کی قطعی ضرورت نہیں ہے جو آپ اور اللہ تعالی کے درمیان واسطہ بنے، اسلام ہمیں اس بات سے سختی سے منع کرتا ہے کہ ہم اپنے ہی جیسے انسانوں کو معبود بنا لیں یا اللہ تعالی کی ربوبیت و الوہیت میں ان کو شریک و ساجھی ٹھہرا لیں

اسلام میں کسی انسان کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار و اعتراف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ انسان اور اللہ کے درمیان براہ راست تعلق ہوتا ہے، اس لیے آپ کے لیے یہ بالکل بھی ضروری نہیں کہ کوئی آپ اور اللہ کے درمیان کا واسطہ بنے، جیسا کہ فقرہ نمبر (36)

میں گزر چکا ہے، اللہ تعالی نے تمام انسانوں کو توبہ وانابت کی دعوت دی ہے، اسی طرح اس نے منع فرمایا ہے کہ لوگ انبیا یا فرشتوں کو اللہ اور بندوں کے درمیان واسطہ بنائیں، اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿٨٠﴾﴾

اور یہ نہیں (ہو سکتا) کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لینے کا حکم کرے، کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا؟ آل عمران: 80 پس اسلام جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں ہمیں انسانوں کو معبود بنانے یا ربوبیت یا الوہیت میں اللہ کے شریک کار ٹھہرانے سے منع کرتا ہے، اللہ تعالی نصاری کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾﴾

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالاں کہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم

دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔ التوبۃ: 31 اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس رویے کی نکیر فرمائی کہ وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ثالث بناتے ہیں، چناں چہ ارشاد فرمایا:

﴿أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ﴿٣﴾﴾

خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیا بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں، یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا۔ الزمر: 3

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ عہد جاہلیت کے بت پرست لوگ اپنے اور اللہ کے درمیان ثالث بناتے تھے اور کہتے تھے: یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں گے۔

جب اللہ تعالیٰ خود لوگوں کو اپنے اور بندوں کے درمیان انبیا یا فرشتوں کو

ثالث بنانے سے منع کرتا ہے تو پھر دوسرے تو بدرجہ اولی اس ممانعت میں داخل ہو جاتے ہیں، انبیاور سل علیہم السلام کو واسطہ بھلا کیسے بنایا جاسکتا ہے جب کہ وہ تو خود اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنے میں بہت جلد بازی کرتے نظر آتے ہیں؟ اللہ تعالی انبیا ورسل علیہم السلام کے احوال کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿...إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ﴾

"یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ، طمع اور ڈر خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے"۔الانبیاء:90

اللہ تعالی نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾﴾

جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے

ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے، وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں، (بات بھی یہی ہے) کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے۔الاسراء: 57

یعنی جن انبیا و صالحین کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو خود اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی تگ ودو میں لگے رہتے ہیں، اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں، تو پھر اللہ کو چھوڑ کر ان کو کیسے پکارا جا سکتا ہے بھلا؟

44-اس رسالے کے آخر میں ہم اس بات کا تذکرہ کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ لوگ زمانوں، قومیتوں اور شہریتوں میں منقسم ہیں، بلکہ پورا انسانی سماج ہی مختلف افکار و خیالات، مقاصد اور ماحول و اعمال کے اعتبار سے متعدد طبقات اور گروہوں میں بٹا ہوا ہے، ایسے میں انہیں ضرورت ہے ایک ایسے رہنما کی جو ان کی صحیح رہنمائی کر سکے، ایک ایسے نظام کی جو انہیں یکجٹ کر سکے اور ایک

ایسے حاکم کی جو ان کی حفاظت و نگہداشت کر سکے، رسولان عظام علیہم الصلاۃ والسلام اس مقدس فریضے کو وحی الہی کی رہنمائی میں بہ حسن وخوبی ادا کرتے تھے، وہ لوگوں کو خیر وہدایت کی راہ دکھاتے تھے، انہیں اللہ کی شریعت پر جمع کرتے تھے اور ان کے درمیان حق و صداقت کے ساتھ فیصلے کرتے تھے اور اس طرح وہ لوگ جس قدر ان انبیا و رسل علیہم الصلاۃ والسلام کی فرماں پذیری کرتے تھے، اسی قدر ان کے معاملات صحیح ڈگر پر ہوا کرتے تھے، پھر پیغامات الہیہ کے نزول کا زمانہ جن سے جس قدر قریب ہوتا تھا وہ بھی اسی قدر صحیح ڈگر چلا کرتے تھے، مگر اب تو اللہ تعالی نے نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ختم فرما دیا ہے، اسی کے مقدر میں دوام و بقا لکھ دیا ہے، اسی کو لوگوں کے لیے ہدایت، رحمت، نور اور اللہ تک پہنچانے

والے راستے کا واحد رہنما بنادیا گیا ہے۔

اس رسالے کے آخر میں ہم اس بات کا تذکرہ کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ لوگ زمانوں، قومیتوں اور شہریتوں میں منقسم ہیں، بلکہ پورا انسانی سماج ہی مختلف افکار و خیالات، مقاصد اور ماحول و اعمال کے اعتبار سے متعدد طبقات اور گروہوں میں بٹا ہوا ہے، ایسے میں انہیں ضرورت ہے ایک ایسے رہنما کی جو ان کی صحیح رہنمائی کر سکے، ایک ایسے نظام کی جو انہیں یکجٹ کر سکے اور ایک ایسے حاکم کی جو ان کی حفاظت و نگہداشت کر سکے، رسولان عظام علیہم الصلاۃ والسلام اس مقدس فریضے کو وحی الہی کی رہنمائی میں بہ حسن و خوبی ادا کرتے تھے، وہ لوگوں کو خیر و ہدایت کی راہ دکھاتے تھے، انہیں اللہ کی شریعت پر جمع کرتے تھے اور ان کے درمیان حق و صداقت کے ساتھ فیصلے کرتے تھے اور اس طرح وہ لوگ جس قدر ان انبیا ورسل علیہم الصلاۃ والسلام کی فرماں پذیری کرتے تھے اسی قدر ان کے معاملات صحیح ڈگر پر ہوا کرتے تھے۔ پھر پیغامات الہیہ کے نزول کا زمانہ جن سے جس قدر قریب ہوتا تھا وہ بھی اسی قدر صحیح ڈگر چلا کرتے تھے، مگر اب تو اللہ تعالی نے نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و سلم کی نبوت ورسالت پر ختم فرما دیا ہے، اسی کے مقدر میں دوام و بقا لکھ دیا ہے، اسی

کو لوگوں کے لیے ہدایت، رحمت، نور اور اللہ تک پہنچانے والے راستے کا واحد رہنما بنادیا گیا ہے۔

45- اس لیے اے انسان! میں تمہیں تقلید و خرافات کی زنجیریں اتار کر اللہ تعالی کے لیے سچے دل اور سچے من سے اٹھ کھڑے ہونے کی پر خلوص دعوت دیتا ہوں، یاد رکھو کہ تم مرنے کے بعد اپنے رب کے پاس ہی لوٹنے والے ہو، میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم اپنے دل و نفس کے اندر جھانک کر دیکھو اور اپنے ارد گرد کے آفاق و انفس میں غور و تدبر کرو اور اسلام قبول کرلو، دنیا و آخرت دونوں جہانوں کی سعادت اور خوش بختی تمہارا انتظار کر رہی ہے، اگر تم اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہو تو تمہیں بس اتنا کرنا ہوگا کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، پھر تمہیں ہر اس

چیز سے اپنی براءت کا اظہار کرنا ہو گا جس کی اللہ کے علاوہ پرستش کی جاتی ہے، تمہیں اس بات پر ایمان لانا ہو گا کہ اللہ تعالی تمام لوگوں کو ان کی قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے گا اور اس بات کا اقرار کرنا ہو گا کہ حساب و جزا برحق ہے، اتنا کر لینے پر تم مسلمان بن جاؤ گے اور پھر تمہیں اللہ تعالی کی مقرر کردہ عبادتیں انجام دینا ہوں گی، جیسے نماز، زکوۃ، روزہ اور اگر سفر خرچ ہو تو حج۔

اس لیے اے انسان! میں تمہیں تقلید و خرافات کی زنجیریں اتار کر اللہ تعالی کے لیے سچے دل اور سچے من سے اٹھ کھڑے ہونے کی اسی طرح پر خلوص دعوت دیتا ہوں جس طرح اللہ تعالی نے اپنے اس قول میں تجھے آواز دی ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ ۖ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴿٤٦﴾﴾

کہہ دیجیے کہ میں تمہیں صرف ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ

کے واسطے (ضد چھوڑ کر) دو دو مل کر یا تنہا تنہا کھڑے ہو کر سوچو تو سہی، تمہارے اس رفیق کو کوئی جنون نہیں، وہ تو تمہیں ایک بڑے (سخت) عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانے والا ہے۔ سبا:46

اور آپ یہ جان لیں کہ مرنے کے بعد آپ اپنے رب کے پاس ہی لوٹنے والے ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴿٣٩﴾ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ﴿٤٠﴾ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ﴿٤١﴾ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ ﴿٤٢﴾﴾

اور یہ کہ ہر انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اس نے کی (39)

اور اس کی کوشش اسے دکھادی جائے گی (40)

پھر اسے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا (41)

اور بے شک آپ کے رب ہی کی طرف پہوں‌چنا ہے (42)۔ النجم: 39-42 اور آپ کو اپنے نفس اور آپ کے ارد گرد پھیلی کائنات پر غور و تدبر کرنا چاہیے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿أَوَلَمْ يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ وَأَنْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٥﴾﴾

اور کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور دوسری چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کی ہیں اور اس بات میں کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب ہی آ پہنچی ہو، پھر قرآن کے بعد کون سی بات پر یہ لوگ ایمان لائیں گے؟

الاعراف:185

تو آیئے اسلام قبول کر لیجیے! آپ کی دنیا اور آخرت دونوں سعادتوں سے بہرہ ور ہو جائیں گی، اگر آپ اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو آپ کو بس اتنا کرنا ہو گا کہ آپ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اسلام کا داعی بنا کر یمن بھیجا تو ان سے فرمایا تھا: «إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا

لِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ» "تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں، تم انہیں سب سے پہلے اس بات کی دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالی نے ان پر دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو انہیں خبر دینا کہ اللہ تعالی نے ان کے مال پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے امیروں سے لے کر انہی کے غریب لوگوں میں تقسیم کر دی جائے گی، اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو زکوۃ میں ان کا بہترین مال ہر گز نہ لینا"۔ صحیح مسلم: 19 اور آپ کو یہ کرنا ہوگا کہ اللہ تعالی کے علاوہ جس بھی چیز کی عبادت کی جاتی ہے اس سے اپنی براءت کا کھل کر اظہار کریں کہ یہی براءت دراصل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملت "حنیفیت" کا طرۂ امتیاز ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ...﴾

بس شک ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور اللہ کے علاوہ جن چیزوں کو پوجتے ہو ان سے بری ہیں، ہم تمہارا کھل کر کفر کر رہے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان سدا کی دشمنی اور نفرت کا آغاز ہو رہا ہے یہاں تک کہ تم صرف ایک اللہ پر ایمان لے آؤ۔ الممتحنۃ:4

اور آپ کے لیے ضروری ہے کہ آپ اس بات پر ایمان لے آئیں کہ اللہ تعالی تمام انسانوں کو قبر سے زندہ کر کے اٹھائے گا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٦﴾ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَن فِي الْقُبُورِ ﴿٧﴾﴾

یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہی مردوں کو جِلاتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے (6)

اور یہ کہ قیامت قطعاً آنے والی ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا (7)۔ الحج:6-7

اور اس بات پر بھی ایمان لائیں کہ حساب و جزا برحق ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٢﴾﴾

اور آسمانوں اور زمین کو اللہ نے بہت ہی عدل کے ساتھ پیدا کیا ہے اور تاکہ ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے کام کا پورا بدلہ دیا جائے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ الجاثیۃ: 22

جب آپ نے یہ شہادتیں دے دیں تو آپ مسلمان ہو گئے، اب آپ کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالی نے جو عبادتیں مشروع فرمائی ہیں ان کو بجالائیں، جیسے نماز، زکوۃ، روزہ اور اگر استطاعت ہو تو حج، اور دیگر عبادتیں۔

کتاب کا یہ نسخہ بتاریخ 19-11-1441 کو مکمل ہوا۔

مصنف: پروفیسر ڈاکٹر محمد بن عبد اللہ السحیم

سابق استاد عقیدہ شعبۂ اسلامی مطالعات

ٹریننگ کالج شاہ سعود یونی ورسٹی

ریاض، مملکت سعودیہ عربیہ

فہرست

اسلام کا مختصر تعارف قرآن کریم اور سنت نبوی کی روشنی میں ١

بِجَمْعِيَّةِ خِدْمَةِ المُحْتَوَى الإِسْلَامِيِّ بِاللُّغَاتِ ١

علمی کمیٹی جمعیۃ خدمۃ المحتوی الاسلامی باللغات ١

اسلام کا مختصر تعارف قرآن کریم اور سنت نبوی کی روشنی میں ٢

1-اسلام دنیا کے تمام لوگوں کے نام اللہ کا آخری و ابدی پیغام ہے۔ ٢

2-اسلام کسی خاص جنس یا خاص قوم کا دین نہیں بلکہ دنیا کے تمام لوگوں کے لیے اللہ کا بھیجا ہوا دین ہے: ٤

3-اسلام، اللہ کا وہ آخری پیغام ہے جو سابقہ انبیا و رسل علیہم السلام کے اپنی اپنی قوم کی طرف لائے ہوئے پیغامات کی تکمیل کے لیے آیا ہے۔ ٦

4-تمام انبیا علیہم السلام کا دین ایک ہی ہے، مگر ان کی شریعتیں مختلف ہیں۔ ٩

5-دوسرے تمام انبیا و رسل جیسے نوح، ابراہیم، موسی، سلیمان، داود اور عیسی علیہم السلام کی طرح اسلام بھی اس بات پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے کہ رب صرف اور صرف اللہ ہے، جو پوری کائنات کا خالق، رازق، زندگی دینے والا، مارنے والا اور پوری کائنات کا مالک و مختار ہے، وہی ہے جو تمام معاملات کا مدبر اور بے انتہا کرم گر، نہایت رحم والا ہے۔ ١٠

6-صرف اور صرف اللہ تعالی ہی خالق ہے اور بس وہی ہر قسم کی عبادت کا حق دار ہے، اس کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ١٩

7-کائنات کی ہر چیز کا, خواہ ہم اسے دیکھ سکیں یا نہ دیکھ سکیں, خالق صرف اللہ ہے اور اس کے سوا جو کچھ بھی ہے مخلوق ہے اور اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے۔ ٣١
8-ملکیت، تخلیق، تدبیر اور عبادت میں اللہ تعالی کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ٣٣
9-اللہ تعالی نے کسی کو جنا، نہ ہی وہ جنا گیا، نہ اس کا کوئی ہمسر ہے اور نہ ہی اس جیسا کوئی ہے۔ .. ٣٩
10-اللہ تعالی کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی مخلوقات میں سے کسی چیز میں مجسم ہوتا ہے۔ ٤١
11-اللہ تعالی اپنے بندوں پر بے انتہا کرم گر، بے حد رحم والا ہے، اس لیے اس نے رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں۔ ٤٥
12-اللہ ہی وہ اکیلا رب رحیم ہے جو قیامت کے دن اپنی تمام مخلوقات کا انہیں ان کی قبروں سے زندہ کر کے اٹھانے کے بعد حساب کتاب لے گا اور ہر شخص کو اس کے اچھے یا برے عمل کا بدلہ دے گا، چناں چہ جس نے ایمان لانے کے بعد اچھے اعمال کیے ہوں گے، اس کے لیے ہمیشہ رہنے والی جنت ہوگی اور جس نے کافر رہتے ہوئے برے اعمال کیے ہوں گے اس کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہوگا۔ ٤٨
13-اللہ تعالی نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور ان کے بعد ان کی ذریت پھلنے پھولنے اور بڑھنے لگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سارے انسان اپنی اصل کے اعتبار سے برابر ہیں، ایک جنس کو دوسری جنس پر اور ایک قوم کو دوسری قوم پر تقوی کے سوا کسی اور چیز کی بنا پر کوئی فوقیت و برتری حاصل نہیں ہے۔ ٥٤
14-ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ ٥٧

15-کوئی بھی انسان پیدائشی گناہ گار نہیں ہوتااور نہ ہی وہ کسی دوسرے کے گناہ کا وارث وذمہ دار ہوتا ہے: ٥٩
16-انسان کی تخلیق کا اصل مقصد ایک اللہ کی عبادت کرنا ہے: ٦٣
17-اسلام نے ہر انسان-خواہ وہ مرد ہو یا عورت-کو عزت بخشی ہے،اس کے تمام حقوق کی ضمانت دی ہے،اس کے تمام تر اختیارات اور اعمال و تصرفات کا ذمہ دار اسے ہی بنایا اور اس کے ہر اس عمل کی جواب دہی بھی اسی پر ڈالی ہے جس سے خود اس کو یا دوسرے کو نقصان پہنچے۔ ٦٤
18-اسلام نے مرد اور عورت کو عمل،ذمہ داری اور جزا و ثواب کے اعتبار سے برابر کا درجہ دیا ہے۔ ٧٣
19-اسلام نے عورت کو عزت و عظمت بخشی ہے اور اسے مرد کا ہی ایک حصہ قرار دیتے ہوئے اس کے تمام تر خرچ اور صرفے کا ذمہ دار اس مرد کو ٹھہرایا ہے جس میں اس کی صلاحیت ہو، چنانچہ بیٹی کے خرچ کا ذمہ باپ پر،ماں کے خرچ کا ذمہ صاحب استطاعت بالغ بیٹے پر اور بیوی کے خرچ کا ذمہ شوہر پر ڈالا ہے۔ ٧٥
20-اسلامی نقطۂ نظر سے موت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان ہمیشہ کے لیے فنا ہو گیا، بلکہ اصل یہ ہے کہ موت دار عمل سے دار جزا کی طرف ایک سفر ہے،موت جسم اور روح دونوں کو آتی ہے اور روح کی موت کا مطلب ہے بدن سے اس کا جدا ہو جانا،روح ایک بار پھر قیامت کے دن بعث و نشر کے بعد اپنے اسی جسم میں عود کر آئے گی جس سے وہ دنیا میں نکلی تھی،روح موت کے بعد کسی دوسرے جسم میں منتقل نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی دوسرے جسم میں عمل تناسخ کے ذریعے داخل ہوتی ہے۔ ٨٠

21-اسلام انسان کواس بات کی دعوت دیتاہے کہ وہ ایمان کواس کے تمام بڑے ارکان کے اقرار کے ساتھ قبول کرے جو یہ ہیں: اللہ پر ایمان لانا، فرشتوں پر ایمان لانا، اللہ کی نازل کی ہوئی تمام کتابوں پر ایمان لانا جیسے تورات، زبور اور انجیل ان میں تحریف کے وقوع سے پہلے اور قرآن کریم، تمام انبیاء ورسل علیہم السلام پر اور ان کے سلسلۂ زریں کی آخری کڑی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آخرت کے دن پر ایمان لانا، یہاں پر یہ بات ذہن نشیں رہے کہ اگر دنیوی زندگی ہی منتہائے مقصود ہوتی تو زندگی اور وجود کا یہ کار عظیم کار عبث کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا، اور قضاو قدر پر ایمان لانا۔ ۸۳

22-انبیائے کرام علیہم السلام صرف اللہ تعالی کے دین و شریعت کی تبلیغ کے معاملے میں ہی معصوم نہیں تھے، بلکہ ہر اس چیز کے معاملے میں معصوم تھے جن کا عقل انسانی اور فطرت سلیمہ اباوانکار کرتی ہے، وہ اللہ تعالی کے احکام کو اس کے بندوں تک پہنچادینے کے مکلف بنائے گئے تھے، ان کے اندر ربوبیت والوہیت کی ذرہ برابر بھی خصوصیت نہیں تھی، وہ بھی دیگر انسانوں کی طرح ہی بس انسان تھے جن کی طرف اللہ تعالی نے اپنے پیغامات کی وحی فرمائی تھی۔ ۱۱۰

23-اسلام، عبادت کے تمام بڑے اصولوں کے ساتھ، تنہا اللہ کی عبادت کرنے کی دعوت دیتا ہے، اور وہ اصول یہ ہیں: نماز ہے جو قیام، رکوع، سجود، ذکر الہی، ثنائے الہی اور دعا پر مشتمل ہے، جسے انسان رات دن میں پانچ بار ادا کرتا ہے اور جس کی ادائیگی کے دوران جب مال دار و فقیر اور راجہ و رعیت سب ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں تو ان کے درمیان کا ہر فرق و امتیاز مٹ جاتا ہے، انہی اصولوں میں سے زکوۃ ہے، زکوۃ: مال کی وہ تھوڑی سی مقدار ہے جو اللہ تعالی کی مقرر کردہ شرطوں اور پیمانوں کے مطابق سال میں ایک بار مال داروں سے لی جاتی ہے اور غریبوں وغیرہ میں تقسیم کر دی جاتی ہے، روزہ بھی انہی اصولوں میں سے ہے، اور روزہ رمضان کے دنوں میں ہر طرح

کے نواقض روزہ سے اجتناب کرنے کا نام ہے، یہ انسان کے دل میں قوت ارادی اور صبر کا مادہ پیدا کرتا ہے۔حج بھی انہی اصولوں میں سے ہے،اس عبادت کا بجالانا ایسے شخص پر عمر بھر میں بس ایک بار واجب ہے جو مکہ مکرمہ میں واقع اللہ کے گھر کعبۂ مقدس کی زیارت کرنے پر جسمانی اور مالی اعتبار سے قادر ہو، یہ ایسی عبادت ہے جس میں تمام لوگ صرف اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہونے میں برابر ہو جاتے ہیں اور جس کی ادائیگی کے دوران سارے امتیازات وانتسابات کے قلعے زمین بوس ہو جاتے ہیں۔ ۱۲۲

24-اسلامی عبادات کا اہم ترین خاصہ یہ ہے کہ ان کی ادائیگی کی ساری کیفیات،اوقات اور شرائط بذات خود اللہ تعالی کے مقرر کیے ہوئے ہیں جن کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت تک من وعن پہنچادیا ہے،ان میں کمی بیشی کرنے کے لیے کوئی بھی انسان آج تک دخل اندازی نہیں کر سکا ہے اور نہ آئندہ کر سکے گا، یہ تمام بڑی عبادتیں ایسی ہیں جن کی دعوت تمام انبیاورسل علیہم السلام نے اپنی اپنی امت کو دی تھی۔ ۱۳۲

25-اسلام کے پیغمبر کا نام نامی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو سیدنا اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے خاندان سے تھے،آپ کی پیدائش مکہ میں 571 عیسوی میں ہوئی اور وہیں پر نبوت ورسالت سے سرفراز ہوئے، پھر ہجرت کرکے مدینے چلے گئے،آپ نے بت پرستی کے کسی بھی معاملے میں اپنی قوم کا ساتھ نہیں دیا لیکن دیگر بہت سے کارہائے خیر میں ان کا بہت ہاتھ بٹایا،آپ اپنی بعثت سے پہلے بھی اخلاق فاضلانہ سے متصف تھے اور یہی وجہ تھی کہ لوگ آپ کو امین وصادق کہہ کر پکارا کرتے تھے،جب آپ کی عمر چالیس برس کی ہوئی تو اللہ تعالی نے آپ کو نبوت ورسالت سے نوازا اور بہت سارے عظیم معجزات سے آپ کی تائید فرمائی،جن میں سے سب سے اہم اور سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے،یہی قرآن تمام انبیاورسل علیہم السلام کا بھی سب سے بڑا معجزہ

ہے اور آج تک باقی رہنے والی ان کی سب سے بڑی نشانی بھی یہی ہے، پھر جب اللہ تعالی نے اپنے دین وشریعت کی تکمیل فرمادی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پوری امانت داری کے ساتھ اپنی امت تک پہنچادیا تو 63 سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہو گیا اور مدینہ نبویہ میں مدفون ہوئے، اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلسلۂ انبیا ورسل علیہم السلام کی سب سے آخری کڑی تھے جن کو اللہ تعالی نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لیے مبعوث فرمایا تھا کہ آپ دنیا کے لوگوں کو بت پرستی اور کفر وجہالت کے اندھیروں سے نکال کر توحید وایمان کی روشنی میں لے آئیں، اللہ تعالی نے آپ کے بارے میں یہ گواہی دی ہے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حکم سے اپنا داعی بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔ ١٣٦

26-اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت تمام تر پیغامات الہیہ اور شرائع ربانیہ کا خاتمہ ہے وہ ایک ایسی کامل ومکمل شریعت ہے جس میں لوگوں کے دین اور دنیا دونوں کی صلاح و فلاح مضمر ہے، اتنا ہی نہیں بلکہ یہ لوگوں کے ادیان ومذاہب، خون ومال اور عقل وذریت کی محافظ ونگہبان بھی ہے، اس نے سابقہ تمام شریعتوں پر اسی طرح قلم تنسیخ پھیر دیا ہے جس طرح پہلے کی ایک شریعت دوسری شریعت کو منسوخ کر دیتی تھی۔ ١٤٥

27-اللہ تعالی کی نظر میں اس اسلام کے علاوہ کوئی اور دین مقبول نہیں جسے اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین وشریعت کو گلے لگائے گا اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ ١٤٩

28-قرآن کریم اللہ کی وہ کتاب ہے جسے اس نے اپنے نبی ورسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل کیا ہے، وہ بے شک تمام جہانوں کے پروردگار کا کلام ہے، اللہ تعالی نے تمام انسانوں اور جنوں کو چیلنج دیا ہے کہ وہ قرآن جیسی کوئی کتاب یا اس کی کسی سورہ جیسی صرف ایک سورہ ہی بنا کر

پیش کر دیں، مگر اس چیلنج کا جواب آج تک کسی سے نہیں بن سکا، حالاں کہ وہ آج بھی بد ستور بر قرار ہے، قرآن کریم ایسے بہت سے سوالوں کا جواب دیتا ہے جس سے لاکھوں لوگ ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتے ہیں، قرآن کریم آج بھی اسی عربی زبان میں محفوظ ہے جس میں وہ نازل ہوا تھا، اس کا ایک حرف بھی کم نہیں ہوا، وہ مطبوع و منشور ہے اور ایک ایسی معجز نما عظیم کتاب ہے جس کا مطالعہ کرنا یا کم از کم جس کے ترجمۂ معانی کا مطالعہ کرنا از حد ضروری ہے، اسی طرح اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، تعلیمات اور سیرت بھی معتمد اور موثوق بہ راویوں کے حوالے سے منقول و محفوظ ہیں، یہ ساری چیزیں بھی اسی عربی زبان میں مطبوع ہیں جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم بات چیت کیا کرتے تھے، ان کا ترجمہ بھی دنیا کی بہت ساری زبانوں میں ہوا ہے، قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی دو ایسے مصادر ہیں جن سے اسلامی احکام اور قوانین اخذ کیے جاتے ہیں، اس لیے اسلام کو اس کی طرف منسوب افراد کے اعمال و تصرفات کو دیکھ کر نہیں، بلکہ وحی الہی یعنی قرآن و سنت سے لیا جائے گا۔ ١٥٢

29-اسلام والدین سے خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں، حسن سلوک کا حکم دیتا اور اولاد کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آنے کی وصیت کرتا ہے۔ ١٦٢

30-اسلام قول و عمل میں دشمنوں کے ساتھ بھی عدل و انصاف کا اہتمام کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ١٧٠

31-اسلام تمام مخلوقات پر احسان کرنے کا حکم دیتا ہے اور اخلاق فاضلانہ کے زیور سے آراستہ ہونے اور نیک اعمال کرنے کی دعوت و ترغیب دیتا ہے۔ ١٧٦

32-اسلام اخلاق فاضلانہ کے زیور جیسے صدق گوئی، امانت کی ادائیگی، پاک دامنی، حیاداری، بہادری، جود و سخا، محتاج کی اعانت، مظلوم و مقہور کی فریاد رسی، بھوکے کو کھانا کھلانا، پڑوسی کے

ساتھ حسن سلوک کرنا، صلہ رحمی اور جانوروں پر رحم کھاناوغیرہ، سے آراستہ و پیراستہ ہونے کا حکم دیتاہے۔ ١٧٩

33-اسلام نے کھانے پینے کی بہترین اور پاکیزہ چیزوں کو حلال ٹھہرایااور جسم ودل اور گھر کو پاک صاف رکھنے کا حکم دیاہے۔یہی وجہ ہے کہ اس نے نکاح کو حلال قرار دیاہے، تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے بھی یہی حکم دیاہے، پس وہ ہر قسم کی پاکیزگی کواختیار کرنے کا حکم دیتے ہیں۔..... ١٩٠

34-اسلام نے تمام حرام کاموں سے باز رہنے کا حکم دیاہے جیسے اللہ کے ساتھ شرک و کفر کرنا، بتوں کی پرستش کرنا، بغیر علم کے اللہ تعالی کے بارے میں زبان چلانا،اولاد کو قتل کرنا، ناجائز قتل و خون کرنا، زمین پر فساد مچانا، جادوٹونا کرنا یا کرانا، کھلے یاچھپے طور پر برائیاں کرنا، زنا کرنااور لواطت کرنا،اس نے سودی لین دین، مردار کھانے، بتوں کے نام پراور استھانوں میں ذبح کیے جانے والے جانوروں کا گوشت کھانے، سور کا گوشت کھانےاور دیگر تمام گندی اور خبیث اشیاکااستعمال کرنے کو حرام قرار دیاہے،اسلام نے یتیموں کامال کھانے، ناپ تول میں کمی بیشی کرنےاور رشتوں ناطوں کوتوڑنے کو بھی حرام کیاہے اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام بھی ان تمام چیزوں کے حرام ہونے پر متفق ہیں۔.. ١٩٤

35-اسلام جھوٹ، فریب کاری، غداری، خیانت، دھوکہ بازی، حسد وجلن، چال بازی، چوری، سرکشی اور ظلم وعدوان جیسی بداخلاقیوں، بلکہ ہر طرح کی بد خلقی سے منع کرتاہے۔ ٢٠٥

36-اسلام ان تمام مالی معاملات سے منع کرتاہے جن میں سودی لین دین ہو یا کسی کو نقصان پہنچے یا جو دھوکہ بازی یا ظلم یا فریب کاری پر مشتمل ہوں یا جو بحرانوں کا سبب بن سکتے ہویں اور سماج و معاشرہ اور افراد کو عمومی نقصان کے گڑھے میں دھکیل سکتے ہوں۔ ٢١٨

37-اسلام حفظان عقل و خرد اور ہر اس چیز کو حرام قرار دینے کے لیے آیا ہے جو اسے بگاڑ سکتی ہے جیسے شراب نوشی، اس نے عقل و خرد کو شان ور فعت عطا کی، اسے ہی تمام تر شرعی تکالیف کا محور قرار دیا اور خرافات و شرکیات کی بیڑیوں سے آزاد کیا ہے، اسلام میں ایسے راز اور احکام ہیں ہی نہیں جو کسی خاص طبقہ کے ساتھ خاص ہوں، اس کے تمام احکام و قوانین عقل صحیح کے موافق اور مقتضائے عدل و حکمت کے مطابق ہیں۔ ٢٢٤

38-اگر ادیان باطلہ کے پیروکار اپنے ادیان و مذاہب میں پائے جانے والے تناقض اور ان امور کا گہرائی سے مطالعہ نہیں کریں گے جن کو عقل سلیم قبول نہیں کرتی ہے تو دین کے ٹھیکے دار انہیں اس وہم میں ڈال دیں گے کہ دین عقل و خرد سے پرے ہے اور اس کو پوری طرح سمجھنا اس کے لیے ناممکن ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام دین کو ایک ایسی روشنی قرار دیتا ہے جو عقل کے لیے اس کا راستہ روشن کرتی ہے، اسی لیے ادیان باطلہ کے ٹھیکے دار چاہتے ہیں کہ انسان اپنی عقل کا استعمال کرنا چھوڑ دے اور صرف انہی کی پیروی کرے، جب کہ اسلام چاہتا ہے کہ انسان اپنی عقل کو بیدار کرے تا کہ معاملات کے حقائق کو ان کی اصلی صورت میں دیکھ سکے۔ ٢٢٩

39-اسلام، صحیح علم کی عزت افزائی کرتا، نفسانی خواہشات سے خالی سائنسی تحقیقات پر ابھارتا اور ہمارے اپنے نفس کے اندر جھانکنے اور ہمارے ارد گرد پھیلی کائنات پر غور و خوض کرنے کی دعوت دیتا ہے، ٹھوس سائنسی تحقیقات کے نتائج اسلام سے متصادم نہیں ہیں۔ ٢٣٣

40-اللہ تعالی صرف اسی شخص کے عمل کو شرف قبول سے نوازتا ہے اور اسی شخص کے عمل کا اجر و ثواب آخرت میں عطا کرے گا جو اللہ پر ایمان لائے، اس کی اطاعت کرے اور اس کے بھیجے ہوئے تمام رسولوں علیہم السلام کی تصدیق کرے، اللہ تعالی صرف انہی عبادات کو قبول کرتا ہے جن کو اس نے خود جاری فرمایا ہے، ایسا بھلا کیوں کر ممکن ہے کہ انسان اللہ کے ساتھ کفر بھی کرے اور اللہ اسے

اجر و ثواب سے نواز دے؟ اللہ تعالی کسی شخص کے ایمان کو اسی صورت میں قبول فرماتا ہے جب وہ تمام انبیا ورسل علیہم السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے۔.......... ٢٣٨

41- تمام پیغامات الٰہیہ کا اصلی مقصد یہ ہے کہ دین حق انسان کی روح میں بس جائے اور وہ سارے جہانوں کے پروردگار اللہ کا پکا اور سچا بندہ بن جائے، اسلام دراصل انسان کو انسان یا مادہ یا خرافاتوں کی غلامی سے آزاد کرنے کے لیے آیا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اشخاص کی تقدیس کا قائل نہیں ہے، نہ ہی ان کو ان کے قد سے زیادہ درجہ دیتا ہے اور نہ ہی ان کو رب اور معبود بنانے کی اجازت دیتا ہے۔............................ ٢٤٤

42- اللہ تعالی نے اسلام میں توبہ کو مشروع فرمایا ہے، توبہ انسان کے اپنے رب کی طرف رجوع ہونے اور گناہ کو چھوڑ دینے کو کہتے ہیں، جس طرح اسلام لانے سے پہلے کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اسی طرح توبہ بھی پہلے کے سارے گناہوں کو دھو دیتی ہے، اس لیے کسی انسان کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔.................. ٢٤٩

43- اسلام میں اللہ اور انسان کے درمیان براہ راست تعلق استوار ہوتا ہے، اس لیے آپ کو کسی ایسے شخص کی قطعی ضرورت نہیں ہے جو آپ اور اللہ تعالی کے درمیان واسطہ بنے، اسلام ہمیں اس بات سے سختی سے منع کرتا ہے کہ ہم اپنے ہی جیسے انسانوں کو معبود بنالیں یا اللہ تعالی کی ربوبیت و الوہیت میں ان کو شریک وساجھی ٹھہرالیں ٢٥٤

44- اس رسالے کے آخر میں ہم اس بات کا تذکرہ کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ لوگ زمانوں، قومیتوں اور شہریتوں میں منقسم ہیں، بلکہ پورا انسانی سماج ہی مختلف افکار و خیالات، مقاصد اور ماحول و اعمال کے اعتبار سے متعدد طبقات اور گروہوں میں بٹا ہوا ہے، ایسے میں انہیں ضرورت ہے ایک ایسے رہنما کی جو ان کی صحیح رہنمائی کر سکے، ایک ایسے نظام کی جو انہیں یکجٹ کر سکے اور ایک ایسے

حاکم کی جوان کی حفاظت و نگہداشت کر سکے، رسولان عظام علیہم الصلاۃ والسلام اس مقدس فریضے کو وحی الہی کی رہنمائی میں بہ حسن وخوبی ادا کرتے تھے، وہ لوگوں کو خیر وہدایت کی راہ دکھاتے تھے، انہیں اللہ کی شریعت پر جمع کرتے تھے اوران کے درمیان حق وصداقت کے ساتھ فیصلے کرتے تھے اوراس طرح وہ لوگ جس قدر ان انبیاورسل علیہم الصلاۃ والسلام کی فرماں پذیری کرتے تھے، اسی قدر ان کے معاملات صحیح ڈگر پر ہوا کرتے تھے، پھر پیغامات الہیہ کے نزول کا زمانہ جن سے جس قدر قریب ہوتا تھاوہ بھی اسی قدر صحیح ڈگر چلا کرتے تھے، مگر اب تو اللہ تعالی نے نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر ختم فرمادیا ہے، اسی کے مقدر میں دوام وبقا لکھ دیا ہے، اسی کو لوگوں کے لیے ہدایت، رحمت، نور اور اللہ تک پہنچانے والے راستے کا واحد رہنما بنادیا گیا ہے۔..٢٥٨

45-اس لیے اے انسان! میں تمہیں تقلید وخرافات کی زنجیریں اتار کر اللہ تعالی کے لیے سچے دل اور سچے من سے اٹھ کھڑے ہونے کی پر خلوص دعوت دیتا ہوں، یادرکھو کہ تم مرنے کے بعد اپنے رب کے پاس ہی لوٹنے والے ہو، میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم اپنے دل و نفس کے اندر جھانک کر دیکھو اور اپنے ارد گرد کے آفاق وانفس میں غور وتدبر کرو اور اسلام قبول کرلو، دنیا و آخرت دونوں جہانوں کی سعادت اور خوش بختی تمہارا انتظار کر رہی ہے، اگر تم اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہو تو تمہیں بس اتنا کرنا ہوگا کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، پھر تمہیں ہر اس چیز سے اپنی براءت کا اظہار کرنا ہوگا جس کی اللہ کے علاوہ پرستش کی جاتی ہے، تمہیں اس بات پر ایمان لانا ہوگا کہ اللہ تعالی تمام لوگوں کو ان کی قبروں سے زندہ کرکے اٹھائے گا اور اس بات کا اقرار کرنا ہوگا کہ حساب وجزا برحق ہے، اتنا کر لینے پر

تم مسلمان بن جاؤ گے اور پھر تمہیں اللہ تعالی کی مقرر کردہ عبادتیں انجام دینا ہوں گی، جیسے نماز، زکوۃ، روزہ اور اگر سفر خرچ ہو تو حج۔ ٢٦١

***

جمعية خدمة المحتوى
الإسلامي باللغات